

مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ لَافِئَةٍ أَوْ مِائَةِ لَافٍ
الحمد لله کہ دریں ایام فرخندہ فرجام کتاب لاجواب الموسوم بہ

بانغ خیال اکبر

دیوان اکبر

جسمیں حضرت اکبر میرٹھی اور اکبر دانا پوری اور اکبر شاہ پوری
کے نعتیہ کلام کا دلچسپ مجموعہ ہے اسکی موجودگی تمام نعتیہ
کتابوں سے مستغنی کر دیتی ہے

حسب فرایش۔ ایس ریاض الدین تاجر کتاب گروہ

الیکٹرونک پبلشرز لاہور



بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>خوش نوا ہے حرف ساز کن نکال تو ہی تو تھا رنگ آمیز چمن دار جہاں تو ہی تو تھا تو ہی تھا تو ہی بہار گلستاں تو ہی تو تھا رنگ گل تو ہی تھا بلبل کی نغاں تو ہی تو تھا طور پر صورت کش برق تپاں تو ہی تو تھا حسن نیکو و لغزب عاشقاں تو ہی تو تھا چاہ میں یوسف کا یارب مہرباں تو ہی تو تھا شمس اور منظر کے منہ میں نہ باں تو ہی تو تھا</p>	<p>طرح انداز بن کون و مکان تو ہی تو تھا زمزمہ سنج نوا ہے قادی خلو باغالدین ہر گل و برگ و ٹہر میں رنگ و بو نیکر بسا طوق تہی تو ہی تو ہی سرو گلشن کی بہار سرمد و کیر نور آنکھوں کا بڑانا تھا سبجہ لیلی و شیریں و گل میں شمع میں رکھا تھا کیا نوح کا جودی پہ اور یونس کا بطن چو میں قمر باذنی اور انا الحق کہتا نکلی کیا مجال</p>
--	---

کیوں نہویہ مسح گو تیرا کریم کار ساز
لطف بخش اکبر شیریں نہ باں تو ہی تو تھا

<p>قندیل میں ایک نور تراجلوہ نشاں تھا شاخوں میں لچکتی تری غنچوں میں ہمسکتی رت اہلی کہہ تو دیا اُٹھتے ہی پردہ ہیں ارض و سماءات ترے حکم سے قائم لیلیٰ میں چمکے کسکی تھی کس کی تھی تجلی گر صورت یوسف میں تھی تیری تجلی</p>	<p>آدم تھانہ خواہی نہیں تھی سماں تھا پتوں میں بناں تھا کبھی پھولوں میں عیاں تھا تھے ہوش فراموش وہاں ہوش کہاں تھا توزیب وہ انجمن کون و مسکاں تھا مجنوں کو جنون کس کا تھا کس کا خفقان تھا کیوں دیں نہ لہجہ کے محبت کا نشاں تھا</p>
---	--

دیکھا جو یہ گلزار جہاں عور سے اکبر
ہر پھول سے ہر پھل سے وہی نگ عیاں تھا

<p>کس قدر وہیاں پہلے کا کل بچیاں تیرا اپنی حسرت پہ لہوٹے ہر اک زخم جگر کیا کہوں کرے صحر کی جو دشت آفتیس حوصلہ نکلے مری وحشت دل کا کیونکر لے گیا اوس کی گلی تک نہ ہا کر لاشہ آج کل چلتی ہے دنیا میں قیامت کی ہوا زلف چمک کر کے یہ کہتی ہر رخ روشن سے خیر ہو بوسے رقابت مجھے آئی تجھ سے</p>	<p>اپنے سایہ سے الجھتا ہے پریشاں تیرا گر پڑا ہاتھ سے قاتل جو نکداں تیرا نہلے اُس میں جو کو جا سے بیاباں تیرا دارہ تنگ ہے اسے عالم اسکاں تیرا جہنم ترکام کچھ آیا مرے طوفاں تیرا گل نہو جا سے چراغ اسے مہتاباں تیرا ہے پریشاں کوئی میرا کوئی حیراں تیرا چاک کس کیلے اسے گل ہے گریباں تیرا</p>
---	---

کس طرف نہ ہونڈتا ہوتا ہے تو اسے تیرا گلن

دل میں آگبرنے چہاں گناہ ہے پیکاں تیرا

<p>اللہ سے حسن احمد عالی وقار کا اسے منکر و نگیر سوال و جواب کیا غزوہ میں کم غذا تھی مگر تیرے خوان پر کیا خاک باغِ حلد کی ہو آرزو ہمیں نبیوں میں اسکی شان ہے کالبدِ ربی النجوم لب پر علی علی ہے دباں پر ولی ولی</p>	<p>اگر اسے نذرِ عرض سے پروردگار کا برودہ بتی گاہ بندہ ہوں پروردگار کا پر تما شکم طوام سے ستر ہزار کا خاکا ہے تیرے روضہ کے نقش و نگار کا ختم الرسل خطاب ہے اس نامدار کا یہ دل ہے عاشقِ ادب شدہ دلدار کا</p>
---	--

مذہب سے صلح کل نہیں آگبر کسی سے بیخ
دشمن ہوں اپنی ہستی تا پامدار کا

<p>صحفِ ناطق رخ پر نور ہے اس گاہ کا جب مجھ کی گردن نظر وہ قبرتہ سبز آگیا جو کہ فانی ذات شاہِ ولی مع اللہ میں ہوا تہا مدنیہ سامنے آنکھوں کی ہکام طواف یوسفِ مصری کو کیا نسبت مر محبوب کے آسمانِ سبز پر تو گنبدِ خضر کا ہے قامت بے سایہ حضرت کا دلین خیال حشر تک کرتے نہ دزم سے نکلنے کی جس</p>	<p>ابروئے سلطانِ دین طغراسے بسم اللہ کا قالبِ میرا بن گیا گنبدِ تری درگاہ کا مرتبہ حاصل ہوا اوسکو فنا فی اللہ کا میں نے کعبہ میں ہی گھر دیکھا رسول اللہ کا وہ ہے معشوقِ دلخواہ حبیب اللہ کا لاسکاں خاکا سا ہے بیتِ رسول اللہ کا نقشِ سوہیا اس نگینہ پر الف اللہ کا یوسفِ مصری اگر منہ دیکھتے اوس چاہ کا</p>
---	---

غل ہے بازاروں میں پیرا گبر مدینہ کو سچلے
سیرے دل کے کوئی پوچھے لطف اس افواہ کا

مجھے بھی حبیبِ خدا بخشوا نا اندھیرے سے مرقہ کے گہرا بخاؤں بہت سخت ہے گرمی روزِ محشر بھڑکتا ہے دوزخ نکلتے ہیں شعلے خضر تم کوئی راہ ایسی بتا دو پڑا رہنے دے گرد اپنے مکان کے کبھی اسودِ پاک پر بوسہ دنیا میں ہوں طالبِ شوق پاؤں حضرت	نہ تم سا ملا کوئی دیکھا زمانہ مجھے چاندی اپنی صورت دکھانا مرے سر پہ رحمت کا ہو شامیانا جلا میں جلا میں بچھانا بچھانا مدینہ میں ہو رات دن آنا جانا کماں ہے ترے عاشقوں کا ٹھکانا کبھی زم زم نہ آبِ زم زم پہ گانا مرا انکے قدموں پہ مدفن بسنا نا
---	--

جیلا میں جو محفل سے بولے یہ حضرت
وہ جاتا ہے اکبر بلانا بلانا

شکل جب بس گئی انکوں میں تہنہا کیسا با ادب ہیں نہ سے سب کشتہ ناز اس قاتل آپ موجود ہیں حاضر ہے یہ سلمانِ بشار تیری آنکھوں کی جو تعریف سنی ہے مجھ سے	دل میں گھر کر کے مریجان یہ پردا کیسا سانس لینے ندوم ذبح تر پنا کیسا عذر سچے ہیں بس اب وعدہ فردا کیسا کہہتی ہے مجھے یہ زنگس سنہلا کیسا
--	--

<p>ہاتھ بڑھتے ہیں گریبل کھٹن پائوں نکال اسے مسخایوں ہی کرتے ہیں یقیناً علاج گرم بازاری نور شہید قیامت ہوئی مرد کیا کما تھنے کہ ہم جاتے ہیں لانا سنبھال</p>	<p>السدو جوش جنوں ہنر ہے صحرا کیسا کچھ پوچھا کہ ہے بیمار ہمارا کیسا حشر میں دلع مجتہ مرا جھکا کیسا یہ ٹرپ کر نکل آئے گا سنبھلنا کیسا</p>
	<p>سنہ دکھائے نہ خدا ہجرت کی شب کا اکبر خوف اسکا ہے ہیں حشر کا دہر کا کیسا</p>
<p>بخشوانے تا کیں لامکاں لیجائے گا داغ عشق خاتم پیراں لے جائیگا میں تو جاتا تھا مدینہ کی طرف اب تو بتا زاہد وصل علی اصل علی پڑھتے رہو تیری گردش کو دعا دینگے تجھے رکینگے یاد باندہ رکھی ہے کمر اسے رہو راہ خدا</p>	<p>کون لیجا تا شفیع عاصیاں لیجائے گا بے نشان دل تھا مگر اچا نشان لیجا ییگا کس طرف اسے تو سن عمر رواں لیجا ییگا ورد اسکا سوئے گلزار جہاں لیجائے گا گر مدینہ کی طرف اسے آسماں لے جائیگا ہم ہی خیرے ساتھ ہیں لیجی کہاں لے جائیگا</p>
	<p>شاعر دل میں روز محشر چہرہ کفوت مصطفیٰ سب سے بڑی اکبر شیریں زبان لیجائے گا</p>
<p>کیا انتشار اب ہیں رود قبول کا اللہ اور اسکا حبیب ایک ہی تو ہیں</p>	<p>دامن ہے اپنے ہاتھ میں آل رسول کا مطلب کھلا ہوا ہے اطیعوا الرسول کا</p>

<p>یہ راستہ عروج کا ہے وہ نزول کا ہم سلسلہ ہے آپکی رفیعوں کے طول کا ایسا نیرنگ جام ہیں ہی تماشہ ہول کا مطلب کمال نہیں یہ ظلم و جہول کا پہنچا ہے شیخ سے یہ طریقہ وصول کا تلوؤں کو چہر تارہ کا تاشاہ ہول کا</p>	<p>پہلے ہے جذبات و سلوک اسکے بعد ہے کس طرح سے تمام خط شوق ہوتا گہری گلابی آنکھیں ہیں مست ناز کی جاہل ہے علم غیر سے ظالم ہے نفس پر ہستی کو اپنی جلد شا جس طرح مٹے نہی دشت میں ہی یاد مرہ کی غلش ضرور</p>
---	---

اکبر زبان پر نہیں آتا جو دل میں ہے
پابند ہوں صنوابط اہل اصول کا

<p>مجھ کو ہے ناز تجھ پر میں ہوں غلام تیرا عصیاں ہے فعل میرا خشش ہے کام تیرا یہاں ہے ذکر تیرا شیریں ہے نام تیرا ہے نقش میرے دل پر کیا خوب نام تیرا کی فکر جس سخن میں تہادہ کلام تیرا کس طرح سے کہوں میں یہ ہے مقام تیرا اسے دل خیال ہے یہ ہے شبہ خام تیرا</p>	<p>اے بے نیاز مالک مالک ہے نام تیرا میں ہوں ضعیف بندہ تو مالک قوی ہے کہا کیا علا دین ہیں اللہ اکبر اس میں انگشتری پر اپنی ابجان اسکو رکھ لے جس شکل پر نظر کی تصویر تھی وہ تیری حاضر ہے ہر جگہ تو ہے الگ بھوکے تو اور عشق و اناں کچھ ہی مناسب ہے</p>
--	---

<p>کیونکر ہو شکر ہم سے تیری عنایتوں کا مرغ نظر ہمارا کیوں صید ہو نجائے</p>	<p>تیرا رسول لایا ہم تک پیام تیرا دانہ ہے خال عارض گیسو ہے دام تیرا</p>
<p>ہو گا بڑے بڑوں کا نہ گام روز محشر اکبر قبول ہو گا کیوں کر سلام تیرا</p>	
<p>اللہ غنی ایک مریبہ میں جواں تھا صورت کو تری دیکھ کے کچھ منہ سے نہ نکلا حیران فرشتے تھے پریشان نہیں جو ہیں العظمتہ للہ براقی سترہ والا کس شوق سے سراج کی شب کتا تھا اللہ کہتے ہیں جسے اہل جہاں مہربوت بہیجا تھا اسے حق نے ہدایت کو جہاں کی گرا سکونہ پڑتا کوئی جنت میں نہ جانا</p>	<p>اللہ بھی اُسکے رُخ روشن سے عیاں تھا اک صل علی صل علی در و دریاں تھا مستان کا جلوہ تری صورت سے عیاں تھا وہ برق بیک خیر بیاں تھا نہ وہاں تھا آجلہ تو اب تک مرے محبوب کہاں تھا وہ مہر نہ تھی مہر اتنی کا نشان تھا گو فرشتے پہ تھا عرض ستلی پہ مکاں تھا تیرا کلمہ فاتح ابواب جہاں تھا</p>
<p>بہنچا جو میں محفل میں تو بوسے مرے مولا درستے تو بوسے اکبر مشتاق کہاں تھا</p>	
<p>بیاں کس سے ہو رہا ہے محمد مصطفیٰ تیرا</p>	<p>کہ قرآنِ مقدس میں ثنا خواں کے خدا تیرا</p>

تسری مدح و ثنائیں فکر کو رستہ نہیں ملتا
 بزرگی آیہ لولاک سے ظاہر ہوئی تیری
 تو وہ امی کہ تیرے علم سے عالم ہوا روشن
 سنوتی پارکشتی نوح کی طوفان سے ہرگز
 بسلا سوئی کو تیرے رتبہ عالی سے کیا نسبت
 کہیں نہ ترا کمر کسبیں نہ مل کمر
 تمنا ہے کہ تیرے آستان پاک پہنچوں

وہ عالی مرتبہ ہے اسے ہی دوسرا تیرا
 نقیبہ رحمت عالم حبیب کبریا تیرا
 تو وہ بے سایہ عالم پر ہے سایہ آکشا تیرا
 اگر شامل نہوتا لطف اسے ابر عطا تیرا
 کہ وہ طالب خدا کے اور طالب کیم خدا تیرا
 مخاطب ہو رہا ہے تجھ سے رب سراسر تیرا
 لوں اس جا پانہیں جس جگہ ہو نقش پا تیرا

شفاعت کا تری اکبر کو ہر محظہ برد ساسے
 کہ بختے گا تری خاطر سے اسے بولا خدا تیرا

ہر شے میں جلوہ گر ہے واللہ نور تیرا
 ادماہ تابا ہی ظاہر تری خدائی
 پتھر کو کبر کے سرمہ آنکھوں کو نور بخشا
 کعبہ میں گر خدا ہے تو تکدہ میں کیا ہے
 دیر و حرم میں کیاں دیکھا ہے تیرا جلوہ
 مشتاق تیرے اٹھ کر دوڑینگے بے تکلفا
 اب وقت ہے مدد کا اے چشم مستانی

حیرت میں حق التماس ہے سب کو ظہور تیرا
 کرتا ہے ناز تجھ پر کبر و غرور تیرا
 احسان ہے جہاں پر اسے برق طور تیرا
 اسے عقل ہے سراسر ثابت قصور تیرا
 یاں ہی ہے تیرا جلوہ واں ہی ہے نور تیرا
 جب نام لگی خالق آواز صورت تیرا
 کرتا ہے کچھ کمی سی دل میں سرور تیرا

دشت کامیری چرچا عالم میں ہو رہا ہے	شہرہ جہان میں ہے نزدیک سے دور تیرا
	تو اُس کو بخش دینا لطف و کرم سے اپنے
	اکبر کو آسرا ہے ریت غفور تیرا
گل و گوہر تو کیا ہر شے میں جلوہ عیاں تیرا ترسے ہر کرم سے پرور مثل مخلوق پاتی ہے پکارا دیر میں نافوس سے تھکوا ہر جن نے ترسی رحمت کا لنگڑے اور لولوں کو سہارا شہر رہتھر سے جب نکلا تو ہکو یہ ہوا ثابت فنا ہو جانو اسے کارخانے میں ماسیکے تیری موجودگی ہر شے میں جزو کی گاہ ہے کرم سے ہر رحمت نشنگان آلیفت پر	خدا ایسے نشاں ہو کر ملامت کو نشاں تیرا الہی جا بجا ہے فیض کا دریا رواں تیرا حرم میں نام زاہد نے لیا وقت اذراں تیرا الہی نام عالی ہے عصائے ناتلاں تیرا کہ ہر ذرۃ میں پہناں ہو گیا حسن نہاں تیرا رہے گا نام باقی خالق کون مکان تیرا مگر سر سے پہر بھی تو نہیں ملتا نشاں تیرا مدولے موج شفقت جان باریک نبیان تیرا
	مگنہ سب بخش دینا لطف سے اکبر کے محشر میں
	ہر دوسہ ہے اُسے اسے مالک ہر دو جہاں تیرا
گواہ دل و قلسے وہ شکر نہیں ملتا یہ خم نہیں ملتا ہے یہ جو ہر نہیں ملتا	یہ شکر ہے غیروں سے بھی اکثر نہیں ملتا ایر دے سے تمہارے کوئی خنجر نہیں ملتا

<p>اس عارضہ نگین سے گل تر نہیں ملتا یہ نخل جوانی شراب لانے لگا ہے جوشی پہ ترے سنگے نی اب نہیں ہوتی یہ نخل کے انداز تو اچھے نہیں منعم اغیار برسہ نگرین قتل پر اوس کے میں خاک بسر ہوں مے احباب پریشیل دھونڈ ہے کوئی کیا راہرو ملک عدم کو</p>	<p>تم دیکھ لو خود پھول کو رکھ کر نہیں ملتا وہ جس سے گلے ملتا ہے تنکر نہیں ملتا یا تھک گئے سب یا انہیں بہتر نہیں ملتا یاروں سے بھی تو ہاتھ بڑھا کر نہیں ملتا وہ وہ ہے جو سو بار بھی ملکر نہیں ملتا اس کو چہ میں ہے پردل مضطرب نہیں ملتا اس راہ کا بچھڑا تو بچھڑ کر نہیں ملتا</p>
<p>ملتے ہیں کہیں کہیں ہوئے راہ طلب کے ہم ڈھونڈ رہے ہیں مگر اکبر نہیں ملتا</p>	
<p>سہ فیض امیر رحمت رب رحیم کا طرہ ارٹے تو گیسوئے عبیر شمیم کا روز ازل سے تہا مری قسمت میں جوالم لبریز ہے قلابہ گل سب گلاب سے دودخ کا نام آتش فرقت درستی ہر شے اسی کی شکل میں ہو کر نظر پڑی تخصیص مجھ میں کوئی نہیں ہے مگر عذاب</p>	<p>سر سبز باغ ہے مری طبع سلیم کا ہم تک بھی آہی جائیگا جنو کا نسیم کا پہلا سبق ملا ہے الف لام میم کا سہ غسل آج گیسوئے عبیر شمیم کا سچا لقب ہے عبیر عذاب الیم کا حادثہ دیکھا ہے یہ جلوہ قدیم کا امید وہاں ہوں ترے فضل عیم کا</p>

سائل کسی کے در سے تو خالی پھرتیں	محروم کیوں رہے گا یہ بندہ کریم کا
اکبر رضا کے دوست کا اُمیدوار ہوں خواہاں نہ خلد کا ہوں نہ طالب نعیم کا	
<p>سب سے آپ کے باعث سے وجود عرض و سما کا بیمار ہوں معذور نہیں مجھ کو دوا کا اسے باد صبا جلد مری خاک ٹٹا دے کمر ڈالا ہے جس نے دل جبریل کی غزالی اللہ سے درِ قصر محمد کی بلندی مشکل ہے الجھکرتی زلفوں سے نکلتا تو عذیر سے کراہی ہی صورت کا تماشا کیا غور سے حضرت مراد ان کیسے رہیں منصور ہیں یہ ہوش میں آ روک مذاہل کو کیوں سوئے زمین کیلئے ہمیں دُور شید</p>	<p>کوہن میں جلوہ ہے رسولِ دو سرا کا اعجاز و کما د و لب اعجازِ بارِ ناکا اس وقت مرینہ کی طرف رخ ہے ہوا کا اس دل میں یہی وزن ہے اُسی تیرا ادا کا ہے اُسکو سزاوار لقبِ عرشِ علا کا ہر بیج قیامت کا ہے ہر خم ہے بنا کا چہرہ ترا آئینہ ہے انوارِ خبدا کا چورنگ ہے یہ آپ ہی کی تیغ ادا کا یہ بات بھی کہنے کی ہے نام خدا کا کیا ڈھونڈتے ہیں نقش کسی کے کھنڈ کا</p>
<p>دہ دور ہے ہم سے کہ بکاریں اسے اکبر سے فاصلہ والوں کے لئے فعل دعا کا</p>	
<p>محو ایسا تری صورت میں ہے شیدا تیرا ہے جو کجہ عالم فانی میں وہ سب تیرا ہے</p>	<p>دیکھتا ہے وہ ہر اک شکل میں جلوہ تیرا جیسے ہم بوسے یہی بوسے کہ تیرا تیرا</p>

1987

تو کہیں ہو میں تجھے ڈھونڈنے کا لڑکا فرس	تو ہے مطلوب مراد میں جو یا تیرا
تیری تصویر میں بجان نظر آئی مری شکل	میری صورت میں نظر آگیا جلو ا تیرا
چاک دانتی عاشق نے غضب کو ڈالا	اسے مرے پردہ نشیں کھل گیا پردہ ا تیرا
دل ہی بوش ترے جگہ ہے اور انگلیں ہی	ہر جگہ نورانی شان سے چمکا تیرا
تو ہو جس رنگ میں چاہتا میں میں نی	کبھی دیکھنا نہیں کہنا تاسے شاسا تیرا
آئینہ ہے یہ کسی میں نظر آئیگی وہ شکل	دیکھنا تاسے طائب حق دیا ہونہ میلا تیرا

نام گوانے کیوں تو ہیں بہت اہل نظر
مز بجاں پر ترا اکبر ہی ہے سبب ا تیرا

حسن ہے میرے شہر دوسرا کا ایسا	نہ بنا ہر قدرت سے ہی نقشا ایسا
گرچہ میں حضرت موسیٰ کی طرح غش کیا کر	کبھی دکھلائے خدا ہم کو ہی جلو ۱۱ ایسا
میرا سایہ بیہ مرے ساتھ شب غم میں نہیں	میں رہا تجھ سے جدا ہو کے اکیلا ایسا
ایک دن ہی کبھی اندیشہ فردا نہ ہوا	ہم کو اللہ پر اپنے ہے بہر وسہ ایسا
نظر آنے لگا دلیں ہی ہی پر دہ نشیں	لعل الحمر اکھڑا آنکھیں سے پردہ ایسا
اپنے اچھے ہوئے گدیو وہ دکھا کر بسے	دیکھتے ہو تاسے نقشہ شب غم کا ایسا
دم نکلتا ہی نہیں جھپٹتا ہوں صدمہ ہجر	دیکھتے ہو تاسے پھر کا کلچا ایسا
سرخ میں ہی تو غلاموں کو رہوے آکا	ہو تو بے دونوں جہاں میں کوئی مولا ایسا

فرق کچھ ناظر و منظور میں اکبر نہ رہا

میرے آئینہ دل میں وہ سما یا ایسا

<p>گلشن میں اُس نے رخ سے چہرہ اٹھلایا صورت نے جلوہ رخ معنی دکھا دیا مضمون سوچتا تھا رخ صاف یار کا تھا اپنی صنعتوں کا تماشا بدیکستا الشہر سے شان حسن تری کیا زیاں دیوانہ ہو گیا ہوں تری زلف دیکھ کر دونوں طرف لگی ہوئی ہے آگشتی کی مسمون ہوں میں تیری ہمیں نیاز کا</p>	<p>بلبل کا ہوش رنگ گلوں کا اڑا دیا اس عشق نے بگاڑ کے مجھ کو بنا دیا آئینہ جمال نے حیراں بنا دیا بازار کائنات میں میسلہ لگا دیا بہ ہوش کر دیا اسے اُس کو جلا دیا ان کالوں نے چراغ خروہی بجھا دیا پردانہ اور غصع کو یکساں جھلا دیا پاسے نگار پر جگے اُسکے جھکا دیا</p>
---	--

اکبر بلند کی مرے قاتل نے تیغ حبیب

میں نے سر نیازِ قدم پر جھکا دیا

<p>کوئے جانا میں بھر رخِ عالم پاٹنے لگیا جو شریکِ سرخِ مراحت ہی کہی ہو نہیں خونِ ناحق میں ہر کیا ہے جو تم آتے نہیں دیکھ کر اُس کم سخن کے جلوہ کار خسار کو مفت میں ہر تے ہیں ہر گردانِ شمعِ ویران بہ خروانِ عشقِ مہمان سورہ ہیں قبر میں</p>	<p>حضرت تلِ بک سے ہا کر دیکھئے لائیکے کیا وہی کے وقت بد میں کام پھر آئیکے کیا صدائے فرقت سے آخر ہم نہ مر جائیکے کیا ہو نہ اپنے حضرتِ ناصح نہ سلائییکے کیا دیر مسجد میں دہرا کیا ہے وہاں پائیکے کیا عمرِ اسرافیل سے تھپا ہو جائیکے کیا</p>
--	---

<p>ہاتھ جو کانہ پندہ ہر تاسہ ہمارے نام سے فیصلہ ہی ہو چکا جس سے نکلی جان نہ ادر</p>	<p>اس قافل کیش کو اصباہ سمجھا بیٹھے کیا کب کسی کے عشق میں ارشاد فرما بیٹھے کیا</p>
	<p>حضرت اکبر سے منکر شکوہ ہو رہو حفا داور محشر کے آگے وہ نہ فرما بیٹھے کیا</p>
<p>انسان سے صرف وہ ہے ہونا مقدر کا جاری رہیں جو اشکِ ندامت کی نیاں ہے ہر صفت میں روشنی ذات جلوہ گار اٹھا بویں سے عارض پرورد سے نقاب مردہ بنا دیا ہے ہیں اس خیال نے محبوب خود پسند نہیں تو حسین نہیں شان و بود تو یہی ہے دم جو ہم نموں</p>	<p>منظر ہے یہ تجلی اسیم غفور کا لبجا بیگی ہما کے یہ دفتر وقصور کا ہر ذرہ آفتاب ہے قدرت کے نور کا بارد گر پیر آئینہ چمکا نہ طور کا محکم نہیں عس و عین حق دن اصبور کا چلتا ہے شہرِ سخن میں سکہ عز و ور کا ہم تم ہوں تب تو پھر ہے یہ جلوہ طور کا</p>
	<p>اکبر ہے وصلِ یار کی اُسید آپ کو کچھ خیر ہے مزاج کہاں ہے حضور کا</p>
<p>مژندہ لیتا جو ایتیں دھونڈنے والا ہوتا مجھ کو اس چاہ میں کچھ لطف دے والا ہوتا</p>	<p>دیکھ لیتا جو کوئی دیکھنے والا ہوتا کاش تا صبح ہی ترا جاسنے والا ہوتا</p>

<p>ہم بھی مرتے تری جو روپہ مگر اسے زاہد کیا گزرتی ہے ترے دل پہ تباہ تو کنجش میرے گھر پر سے ٹیلی کے بلا میں کتنی مجھ کو تسکین نہیں دور میں یام وصال اس غم یار مجھے تو نے گملا کر کما آپنے زلف کے عقد سے تو بہت گہلائے</p>	<p>ان بتوں سے جو کچھ اذات نہ لانا ہوتا ہائے آنا ہی کوئی پوچھنے والا ہوتا اسے شب جبر ترا منہ نہیں کالا ہوتا تم نے جب تک مجھے بیسوں ہی پہ لانا ہوتا پہلے کہا تا تو ترے منہ کا نوالا ہوتا میرا آسان سا ایک کام نکالا ہوتا</p>
--	--

تم نے کچھ عشق کا انجام نہ سوچا کبر
بیسوں گہرتی جو طبیعت کو سنہالا ہوتا

<p>اک جہاں شیدا تر اسے مر طلت ہو گیا جس قدر تیزی پہ آیا روز محشر آفتاب کر دیا میرے صفائے دل نے مجھ کو آئینہ کو چہ محبوب حق سے اسکو نسبت کیا بھلا کوئی کہہ دے جا کے اُس شک بیجا یونین ایک وحشت کو یا بانوں سے طبعی انس ہے مجھ کو ہی رکھتا ہے اس نے سرکہ میں ہر خرو دل کڑا کر کے تصدق کر دی اُس پر جان نثار</p>	<p>کی ترقی عشق نے ایسی طبیعت ہو گیا اُس سے بڑھ کر گرم بازار شفا مست ہو گیا اسے جس میں تو دیکھ اب میں تیری صفت ہو گیا وہ خلسے میں ہے جو خواہاں جنت ہو گیا لیجئے وہ آپ کا بیمار رخصت ہو گیا بستر خار مغیلاں فرشتے راحت ہو گیا خوں مرا گلگونہ دوسے شہادت ہو گیا بخل ہی اپنا بڑے لوگوں کی ہمت ہو گیا</p>
---	--

جہن لیا قاتل نے آج اکبر بھی کو ہر قتل
ابنو کچھ دوسے مروت بامروت ہو گیا

اکبر اپنی میند سوتا ہی رہا
عمر بھسراں کو سموتا ہی رہا
آسماں کو مندر ہوتا ہی رہا
اس قدر پایا کہ کوتاہی رہا
ایک بر چھپی سی چھوتا ہی رہا
مفت زائد عمر کوتاہی رہا
عہد پورا اُن کا ہوتا ہی رہا
اک نہ ایک کا خون ہوتا ہی رہا

ایک عالم اس کو روتا ہی رہا
میں نہ سمجھا سرد و گرم روزگار
میرے ارمانوں کی کثرت دیکھنا
نفع اور نقصان ہستی کیا بتاؤں
میرے دل میں آنکے مژگان کا خیال
حرصِ جنت دن بدن بڑھتی گئی
ہم اُمید وصل پر جیتے رہے
کوچہ شفاک کب خالی رہا

جو ہنرا کب سر نے ہاں پسید کیا
آسماں اُس کو ڈھوتا ہی رہا

اک عندیہ تھا کہ تہن سے نکل گیا
اللہ کا حبیب وطن سے نکل گیا
مجنوں اسی لئے تو وطن سے نکل گیا
اچھا رہا جو اپنے وطن سے نکل گیا

میں لاکش جو اپنے وطن سے نکل گیا
ہم کوئی نہیں بنی کی بھی قند اپنے شہر میں
تنہائی ہر عاشق صادق ضرور ہے
نافہ سے باہر آ کے ہوئی قند و شک کی

<p>جوا کمال اپنے وطن سے نکل گیا میں بقیارہ ہو کے جن سے نکل گیا ہر مصرعہ اپنا سر و جن سے نکل گیا ہر گل اسی ہوا میں جن سے نکل گیا</p>	<p>مثل گھر ہے آج سلاطین پہ اس کی جا یاد آیا سر و سا جو وہ قد بھول سا عدا جو شعر ہم نے وصفت قد یار میں لکھا اس گل کو شوق پیوں کے گننے کا جیہ ہوا</p>
<p>اکبر نقاب آج اٹھا روئے یار سے شکر خدا کہ چاند گمن سے نکل گیا</p>	
<p>ترپ جاؤ گے کانپ بٹو گے شکر حال غم میرا چلا ہے جا تجا رک رک کے کاغذ پر قلم میرا کوئی دیکھے نگاہ غور سے جاہ چشم میرا جہاں میں آستان یار ہے دیر و حرم میرا ٹٹے لاکھ گردوں نقش ہستی یک قلم میرا رک ہے اسلئے ہر دم مے سینہ یوں م میرا نہیں معلوم کس جا ہے سر تسلیم خم میرا</p>	<p>سرا پا دروس ہے افسانہ بیخ و عالم میرا لکھا ہے خط میں جو مضمون ضعف و توانی کا جلو میں میر قیس و کوہن ہیں و بدشت ہے مراند ہر سبب عشق اور شرع ہے میری وفائی رہ گیا نام میرا عالم ایجاد میں بیرون جو شکستہ دید کا ارمان تو یہی نکلی جائے کلیسا ہے حرم ہے دیر ہے یا یار کا گھر ہے</p>
<p>نہیں کھٹکا ہے اکبر مجبور و زحشر کا بالکل کسے حامی محمد سا بی ڈو انکرم میرا</p>	
<p>شوخیوں نے تری فقرہ بھی تو چٹنے نہ یا</p>	<p>کوئی بار ماں مرے دل کا نکلنے نہ یا</p>

پے پے پیر نظر آئے سنبھلنے ندیا جب سمجھنے کا نہیں حکم تر پنا کیسا بزم ہستی میں ہی آ کے تو ہم بیٹھے تھے شب فرقت کے ہو حاصل مجھے کس طرح نجات رستم کو پردہ فانوس سے اسے شمع شکل یہ دبا یا قید موزوں نے ترے طوبیٰ کو	چاندنی چوک سے بسمل کو نکلنے ندیا اتنا ارمان ہی قاتل نے نکلنے ندیا یوں جل لئی کہ زانو ہی بدھنے ندیا سخت جانی مرادم ہی تو نکلنے ندیا اسقدر ظلم کہ پروانوں کو جلنے ندیا بانع جنت میں آسے ہرے پھلنے ندیا
--	---

غوب نظارہ قاتل رہا اکستر تین
ہاتھ رک رک گیا نقد بر نے چلنے ندیا

کیا بڑی سرکاری اور کیا بڑا دربار تھا یوں کو نگا جا کے محبوب خدا میرا خیال میری آنکھیں ہو میں آغوش حلیمہ یابنی بے طلب اللہ نے کیا کیا دیا سراج میں تھا وہ محبوب خدا وہ سب سے عاشق اسلئے چاند سا چہرہ ترا اللہ کو آبا پسند آکے کرا رہے عصیان کے غیروں میں جہان	جب کا ناظر تھا اور ہیرا خد متکار تھا تیری فرقت میں مرا ہدم تھا اور غمخوار تھا سیرادل ہوتا ہو تیری سیر کا گلزار تھا طالع بیدار خواب احمد مختار تھا سب رسولوں میں محمد مصطفیٰ سرور امت تھا اسے عرب کے نوجواں یوں تجھ پہ اتنا پیار تھا سیر سے سولا تیری اک ٹوکریں بیڑا پار تھا
--	---

اکبر شہید اسے جنت ملی بخشا گیا
جو کہ مداح حبیب ایزد فقار تھا

<p>مکلی جو روح جسم سے پہرے بدن میں کیا وہ شعر کیا کہ دل میں جو نشتر چھاند سے یثربا جواب دیتے ہو تم سید ہی بات کا حل کرو یا تبسم لب نے یہ مسئلہ آہم دکھائی دے جگر کی سچے ہمار کیوں جوتے ہیں اس کو نکیرین بار بار سو عہد اُس نے توڑے مگر پر یقین ہے اسے اہل عقل اسکا مزاج یوں نہ آئے گا جو ناقص ہے وہ کامل مشکب کی ہے گرد</p>	<p>جب طمع مجھ گئی تو رہا ابھن میں کیا ہو جس میں بوند درد کی ہے اس سخن میں کیا یاد اک ادب ہی ہے تمہیں بانگہن میں کیا اب عذر آپ کو ہے ثبوت دہن میں کیا اسے عند لب سیر ہے تیرے جن میں کیا نام اُن کا ہے لکھا ہو اسیرے کفن میں کیا ہے سجزہ ہی لب چماں شکن میں کیا دیوانہ نیکی دیکھو ہے دیوانہ پن میں کیا صدر رنگ کیا ہے اور ہے رنگ سن میں کیا</p>
---	---

تم مالدار ہو نہ ہنرور نہ باکمال
 اکبر تمہاری قدر ہو ملک دکن میں کیا

<p>خوف عصیاں خدا کے پاس روتا جاؤنگا پائے اس دار فنا میں کیا اسی صورت کے میں اسے زلیخا میرا یوسف آئیگا ہمراہ خواب کیوں متاتا ہے فلک پچتا آئیگا تو میں اگر بعد مردن مدح خوانی کا رہے گا سلسلہ آست احمد ہوں میں لیکر مجھے افوش میں</p>	<p>اشک کے داغ گنہ دامن کے دھوتا جاؤنگا عمر کو تاجاؤنگا بر باد ہوتا جاؤں گا جاگتی جائیگی قسمت اد میں سوتا جاؤنگا سید کوٹن کی تربت پہ روتا جاؤں گا خلد میں ہی نعت کے موتی پروتا جاؤنگا لوریاں گائیں گی حوریں در میں سوتا جاؤنگا</p>
--	--

لے چلائے قافلے والو مدینہ کی طرف
میں وہ اکبر ہوں تمہارے پاؤں درہوتا چلوں گا

سر سبز زیب چشم یہ غام ہو گیا
آیا جو سیر کو لب ساحل بادہ نوش
مگر سے دل و جگر کے اڑنے سے فائدہ
اس نعل کے خیال نے آخر وہ دن کیا
سالتے نہیں وہ ہم سے اب تھی ضعیف میں
ہم اتنا اے عشق ہی میں پتے گئے تمام
قاصد نے بید شکر چو سنا یا بول شکر
فتنہ سوار ابلق ایا م ہو گیا
دریا میں چو حباب ٹٹا جام ہو گیا
لے تیغ نازا تو مرا کام ہو گیا
ہند اجراغ عمر شرم ہو گیا
لبریز عمر خضر کا ہی جام ہو گیا
آغاز حکو سجے تھے انجام ہو گیا
ہیام یار موت کا پیغام ہو گیا

حاصل ہوئی ہے یہ برکت نعت پاک سے
اکبر تر ابھی شاہ سخن نام ہو گیا

یہ کس کو دیکھتے ہی اُسے ہوش نقش پا
جانتے نہ فیر میرا نشان دیکھ کر دیاں
بجس پڑے ہیں خاک پہ ٹپتے کیا سطرے
عزیزے خاکساروں کی مجھ خاکسار سے
افساوگان خاک کا دشمن ہے اک جہاں
یہ رشک آہ خاک میں ہر کو ملائے گا
حیرت میں ہیں جو جادہ خاموش نقش پا
رہتا جو کاش بکو ذرا ہوش نقش پا
کیا درو دل کہیں اب خاموش نقش پا
ہے میری خاک زینت آغوش نقش پا
باد صبا مڑوڑتی ہے گوش نقش پا
اون کا قدم پڑا اور ہوا غوش نقش پا

اہل نشاں کو جہیلنی پڑتی ہیں سختیاں اسے چرخ بدشتار پس اب روگ اندیاں	جز ہو گدوں کے کیا ہے نور و نوش نقش پا سی میں مل چکا ہے تن و نوش نقش پا
	بربادیوں کا حضرت اکبر کی ذکر کیا مدت سے آنکلی خاک ہے ہمدوش نقش پا
تو نے غنجر مری گردن پہ نہ ہیرا اچھا سیرا جی سے ہجوم اچھا ہے میل اچھا درد حبیب اٹھتا ہے و مجکو ہی اٹھاتا ہے واہ کیا خوب مرے دل کی لگی ہے قیمت ایک وہ لاکھوں خریدار بڑے رخ نیکیوں سول کو تم مراد دل کو ٹھے ہی ناموں کو سی چار دیوارہ ہیں اپنے لئے زنداں سے روح سے بڑکے ترا نیمچہ پیارے بچے	اچھا اچھا ارے اوجان کے لیوا اچھا حق تو یہ ہے کہ ہے دنیا کا تماشا اچھا نا توانی کے لئے ہے یہ سارا اچھا کتنے میں مفت اگر دو تو ہے سود اچھا اد پر ناخ خدا مال ہے کیا اچھا مجکو سو فائدوں سے ہے یہ خسار اچھا ہم سے دیوالوں کو ہے باغ کھرا اچھا رگ جلاں سے تری تلوار کا دور اچھا
	شیخ ہو یا کوئی سید ہو کوئی ہوا کبر خوش رہے جس سے خدایہ وہی بندہ اچھا
اُس بیت سفاک پر جینک کہ دل نہ پاتا حال میرا کسے کیوں جاہد سے باہر ہو گئے عرض مطلب پر بہت کافر نے جیلا کر کہا	جین سے اپنی گذرتی تھی کوئی کہنا نہ تھا وہ تو قسمت کا گلہ تھا آپ کا شکوہ نہ تھا پہر نہ کہنا یہ کہ کلمہ ترا گستاخانہ تھا

<p>دیکھتا تھا جسکو میں پاتا تھا اپنی ہی رقیب جلد سے قتل سے مجھ کو نیم بسمل چوڑ کر سیر سے مرنے کی خبر سن کر کما اس شوخ نے دوڑ کر سلا پنازیر تیغ قاتل رکھ دیا باتوں باتوں میں مرنے وعدہ کو مالا حشر تک سیری گردن پر چلاڑک کے وقت فوج بھی دہانی جوڑا دیب قامت تہادوم گلشت باغ</p>	<p>ایک عالم اُس پر یوش پر کبھی دیا نہ تھا یہ بھی تھی اوکلی ادا انداز معشوقانہ تھا مر گیا اچھا ہوا وحشت زدہ دیا نہ تھا یہ بھی اپنا ایک جوش مہبت مروا نہ تھا کون کہتا ہے کہ وہ چلتا ہوا پرزانا نہ تھا خنجر قاتل کا یہ انداز معشوقانہ تھا ہر قدم پر احتمال لغزش مستانہ تھا</p>
--	---

اک طرف تھے دیر میں جد میں شیخ دیر بہن
اک طرف یہ حضرت اکبر تھے اور سچا نہ تھا

<p>حسن اپنا جو دکھانا اُسے منظور ہوا جلوہ حسن محمد نظر آگیا گل میں شمع انوار محمد سے ہے روشن عالم حب اوٹھا پردہ پندار ہوا وصل ان کا بسترے جلوہ کا تحمل ہے کسے محبوب پرتو تانگن ہے وہی نور ہر اک ذرے میں نہ سہی وصل ہی مجھ سے ابا پنا وصال کیا کہیں وہ دل غم دوست ملا ہے ہم کو</p>	<p>پردہ صورت انسان میں وہ مسطور ہوا حبطرت آنکھ اوٹھالی وہی منظور ہوا جلوہ فرمائے سر طور یہی نور ہوا اُس سے نزدیک ہوا آپ کے جبہ پر ہوا جل کے خاک ایک جلاک میں جل طور ہوا لامکاں نور سے جس نور کے پر نور ہوا وہی بستر ہے جو کچھ آپ کو منظور ہوا تادم مرگ بھی دم بہر کو نہ مسرور ہوا</p>
---	---

کیسا محبوب ہے میرا نہیں کہلتا اکبر
روشنی دل میں ہوا آنکھوں میں وہ نور ہوا

کی جو قاتل نے قتل میں کی تو مجھے اس کا نام ہوگا
وہاں جو پہنچے جناب نے مئی ہمارا سکی تو مجھ سے رہیں
ہمارا جذب محبت اپنی کشش دکھائیگا شک نہیں ہے
عدم کا ہستی سے فاصلہ کیا بہتر ہی ہو تا سایہ فر ہے
ہماؤ میدان جہیز میں ہے صفیں بھی ہیں بندے ہیں
وہ جلوہ گراں تختہ میں نقاب رخ سے اٹھتا ہوا ہے
کسی نے وعدہ کیا ہے شکر کا یقین ہو ہی آگیا ہے
خوشی میں اپنے قتل کی کہیں ہے مینے کی اب تمنا

یہاں جو قسم ہے کوئی باقی تو پھر یہ جینا حرام ہوگا
یہ کوہ کہتے ہیں طور حبکو کہی کسی مد کا بام ہوگا
خدا نے چاہا تو دیکھ لبتا وہ بتا کسی روز رام ہوگا
ہم سکا اندازہ کر چکے ہیں تیرے لبس ایک کام ہوگا
خبر لگی ہے جو عاشقوں کو کہ آج دیدار عام ہوگا
اب میں عاشق نذر بیکر قبول سب کا سلام ہوگا
الہی کسوت شام ہوگی الہی کعبہ تمام ہوگا
تمہیں نہ مانہ کہیگا قاتل ہمارا جانا نہ نام ہوگا

جب کہ اسکی گلی میں بیٹے تو پھر اٹھنا محال اکبر
ہیں رنائی ہے ہنسنے دہوئی ہیں ہمارا قیام ہوگا

ہوئے طریق اہل عدم رسم و راہ کا
ہم وہ جبری ہیں منہ پہ اٹھاتے ہیں خم تیغ
کس کے خدنگ نازنے کی توڑ میں کسی
جی میں ہے اسکو پہلو میں کہوں بجائے دل
کیا ہوگا دیکھ لو گے جو سبل کو اک نظر

یہ لوگ وعدہ کر کے گئے تھے نپاہ کا
ہے ناگوار داغ سپر کی نپاہ کا
سنہ میں میرے شور ہے اک آہ آہ کا
لمحائے سنگ نے رجو بتری بارگاہ کا
بہر جا بیگا لبو سے نہ دامن نگاہ کا

<p>لبریز موتیوں سے ہے دامن نگاہ کا ہر ذرہ اک جہان ہے اس جلوہ گاہ کا جادو ہے شہدہ تری چشم سیاہ کا</p>	<p>یہ نظر جو گوہر دندان یار ہیں اسے مہرمن تیری تجلی کہاں نہیں اعجاز عیسوی کتنے لب کی ایک بات</p>
<p>اکبر حجاب منزل مقصود ہے اگر بدنام ہر دم کے نام سٹا عز و جاہ کا</p>	
<p>میری ہستی ہے زمانہ میں مثالِ نقش پا آسمان کے دل میں ہے گردِ لالِ نقش پا وہ دم رفتار رکھتے ہیں خیالِ نقش پا سرِ چشم بصیرت ہے، زوالِ نقش پا طعنِ زن ہے ماہِ تاباں پر جمالِ نقش پا ہے زوالِ نقش پا بہرِ کمالِ نقش پا دُہیہ ہے باہم نہو جائے وصالِ نقش پا دیکھتے ہیں دیکھنے والے کمالِ نقش پا</p>	<p>میری کیفیت کا افسانہ ہے حالِ نقش پا مستعد ہے ہر قدم اسکے مٹانے کے لئے ہر کھولتا ہے ہر اکب غیر کے گہر کا سرائع بہرِ عبرت صاحبِ نام و نشان کیواسطے بخت چمکایا یہ کس خورشید کو پاؤں نے صاحبِ نام و نشان ٹٹے ہیں در آنکے لئے بچکے چلتے ہیں وہ میرے نقش پا سے راہ میں ظاہری ترکیب پر اسکی نظر کرتے نہیں</p>
<p>لذتِ افتادگی کا ہے نمکِ گشتِ تلی خاک میں بلجائیگی اکبر مثالِ نقش پا</p>	
<p>یہ صحتِ ناطق ہے رسولِ عربی کا نظارہ جو کرتا ہوں نبی اور علی اکرم کا</p>	<p>نظارہ مبادت ہے منہ پاکِ علی اکرم کا دو جسموں میں ایک روح نظر آتی ہے مجھ کو</p>

<p>اس روئے کتابی کی صحیحین سے تشبیہ ہوا اللہ کہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے بیما نہ دل پر ہے مئے حبیب علیؑ کے روشن ہوا اللہ کا گھر اس کی چمک کے ایک میں ہی نہیں شیفہ عارض رنگین رویا میں بہت باغ میں شمشاد سے ملکر</p>	<p>اسے اہل حدیث سمجھیں گے کہ ہے قطعی کا ہے ایک سلاہی حسن بنی اود علیؑ کا کچھ غم نہیں محشر کی ہیں شمشاد لیبی کا کیا جلوہ ہے شمع رخ پر نور علیؑ کا جبریل ہی بلبل ہے گل روئے علیؑ کا تھا شیفہ سرود چمن مطہری کا</p>
--	---

اندیشہ ہو کیا سوز جزا کا۔ مجھے اکبر
 دامن ہے مرے ہاتھ میں حمد کے وی کا

<p>سبق پڑتا ہے گیسو صحیف خسار جانا کا مرا آبِ خیالت آتشِ دوزخ کو کافی ہے جنوں کے ہاتھ ہے اب غرت دیوانگی بیری قم عیسیٰ لبِ معجز نما کا ایک لٹکا ہے ڈبویا بکیسی نے بحرِ یاسن تا اُمیدی میں یہی بانی رہا ہے اک نیک دردِ تنہائی تجھی کو دیکھ کر بچوڑ بولتے حضرت موسیٰ تحیر خیز تھا جلوہ ترا سے مجمعِ خوبی</p>	<p>خدا کی شان کا فر کو ہوا ہے عشقِ قرآن کا مری تروا منی عالم دکھائیگی رستیاں کا کس مجھے نوک کی قیاس ہے ہر کاٹا بیا باں کا قیامت ایک فتنہ ہے کسی کی چشمِ نقاب کا سفینہ تبادلِ حسرتِ زودہ اندوہ و حیراں کا کہیں ہے نا اُمیدی خونِ پوجا شاراں کا وہ تو ہی تھا کہ جسے طور پر پردہ سے تھا ہماں کا تجھے دیکھے ہلا یہ جو صلہ کیا جنِ انساں کا</p>
--	---

محمدؐ کی شفاعت حق کی رحمت کا بدروس ہے

مجھے اکبر نہیں ہے خوف اصلاح و عیال کا

<p>یا خدا عرض کروں حال میں کیوں کر اپنا کم تو کر شود یہ ہنگامہ محشر اپنا کہو گیا اب نہیں ملنا دل مضطر اپنا تم جو اسٹے تو پُرا نہ ملنا دل مضطر اپنا آج انداز دکھا دیکھے جلکر اپنا کیا کروں کس سے بدل لاؤں مقدار اپنا نہ ہو اپر نہ ہو پاس کے وہ دلبر اپنا چشمہ خضر میں منہ دہوئے سکندر اپنا</p>	<p>عرصہ حشر ہے ہی طول ہے دفتر اپنا وہ کہے جاتے ہیں اپنی ہی ہستی نہیں ان کے آنے سے ذرا پہلے تو یہیں تھا ہاتھ رکھ لینے دو سینہ پہ ہر جاؤ ذرا مقل سے تھی اسی کی قیامت مشتاق اس سے ہوتی ہی نہیں گردش ایام جدا مر گئے مٹ گئے بر باد ہوئے خاک ہوئے اس کے آئینہ میں روشن حسین منہ دیکھے</p>
--	---

غیر کچھ جانتا ہے سحر ضرور اسے اکبر
 دہی باتوں میں سے کر لیا کیوں کر اپنا

<p>آفت نہ کی چپ سر جب کاسے زیر خنجر میں رہا ہر قدم چو چنٹتا جاتا تھا رہبر میں رہا صورت تصویر آنکے آگے شب ہر میں رہا ساتھ آنکے تو چلی بجان مضطر میں رہا خواب میں مصروف ہوا ہر راہ سعدر میں رہا شبہم آسا گلشن دنیا میں دم ہر میں رہا</p>	<p>کس قدر ثابت قدم اللہ اکبر میں رہا اللہ اللہ راہ الفت میں میرا گوش دل کس قدر حیرت فزا تھا جلوہ برق جمال صنعت آئینہ کی اعجازت بھی نہیں دیتا مجھ دلے ناکامی کہ وہ آئے ہی لہلہا ہی دے کس روش پر تھا عجب جلوہ عالم کیا تاؤں</p>
---	--

سختیاں جیلیں اُٹائے رنج و غم صد کے ہے	گر رہا اس طرح دنیا میں تو پتھر میں رہا
راہ پر آیا نہ اکبر وہ بست عیار ہائے عمر بھرا سکو پڑتا ڈیڑھ بجھر میں رہا	
قد موزون حضرت میں ہے جلوہ کس قیامت کا ہوا ہے شور عالم میں بپا کس کی ملاحت کا جگایا آپ کو روح اللہ نے کیا شب اسری ترشپ ہاتا ہے دل پہلو میں یاد آتا ہے جب نصہ ہراک کو چہ وہاں کا غیرت وادی میں ہے خیال ملتے حضرت میں نہیں کچھ سوچتا ہم کو خیال قامت حضرت نہیں ہاتا مرے دل سے مدنیہ مجھے کیا چوٹا کہ نقد ہوش کہو بیٹھا	فرشتوں کو بیان عوی نہیں ہے استقامت کا کہ قصہ بے نمک ہے یوسف مصر کی صورت کا نصیبہ سوتے سوتے جاگ اٹھا اکبر اہمت کا مدنیہ کی بددائی سامنا ہے انکو آفت کا مدنیہ میں ہے جلوہ ہر طرف شمع نبوت کا جمال پاک نے آئینہ دکھلایا ہے حیرت کا رہا کرتا ہے مجھ کو سامنا ہر دم قیامت کا ترقی پر ہے عالم اندازوں کچھ اپنی خوشت کا
نہیں کہتی کسی پہلو شب ہجر ہتی اکبر دکھایا انتظار اس صبح نے صبح قیامت کا	
دنیا دیکھی زمانہ دیکھ سب مے بہی پی مے خانہ دیکھ سب سب کچھ دیکھا آنکھ سے اپنی دیکھا تیرا جلوہ ہوشش	تجھ کو سب میں یگانہ دیکھا رابطہ ختم وہ بیا نہ دیکھا تجھ کو اگر جانا نہ دیکھا ناز معشوقانہ دیکھ سب

<p>کیسی کیسی صورتیں دیکھیں گردش چشم شکر ویکہی ساتھی ہم نے تجھ کو پایا حشر کے وعدہ پر ٹالا ہے ہم نے چشم مست کا تیری دل کی جلن سے آگ میں کودا</p>	<p>دل کو آئینہ خانہ دیکھا پٹا کھاتے زمانہ دیکھا سب مطلب کا زمانہ دیکھا دم بازوں کا بہانہ دیکھا ایک عالم مستانہ دیکھا کیوں سوز پر روانہ دیکھا</p>
<p>کیا کیا عشق میں سختی جھیلی اکبر کو مردانہ دیکھا</p>	
<p>کیوں نہیں نظر شبے سمایا نہیں جاتا غیروں سے تو کیا درد محبت کا بیاں ہو صورت پہ گرا دل نے کہا دیکھ کے آنکو اللہ سے بیمار محبت کا تو ہے ضعف رخسار جو ہیں رخ تو رخ پر ہے بسینہ دم توڑتا ہو نہیں نہیں جانیکی پڑی ہے بستہ ننگے ہم چل گیا جادو یہ بتوں کا</p>	<p>تم نود ہوا اور آنکھوں میں آیا نہیں جاتا یہ حال تو اپنوں کو سنایا نہیں جاتا اس حسن کا انسان بنایا نہیں جاتا اب ہوش میں ہی ہے آیا نہیں جاتا رنگت کا بھی بوجھان سے اٹھایا نہیں جاتا اس وقت تو یہ ناز اٹھایا نہیں جاتا بت خانہ سے اب کبہ کو جایا نہیں جاتا</p>
<p>اکبر جلوسہ مخبر قاتل پہ چڑھا دیں اب ضعف سے یہ بار اٹھایا نہیں جاتا</p>	

<p>زلفت کا فریں رہا چشمِ فزونگر میں رہا سینکڑوں ہی اس گلِ خوبی کے طالب ہو گئے دل سے رخصت ہو گئے ہوشِ خرد و صبر و قرار تکنت میں بانگیں سے اور زینت ہو گئی ہوشِ سب کے گردشِ چشمِ فزونگر نے اڑائے وہ شکرش ہوں کہ حال ضبطِ میرا دیکھ کر بہرِ خدا ہی ہے نگہاں چرخ کی بنیاد کا جلوہ گاہِ یار میں یہ مجمعِ مشاق ہے</p>	<p>ایک دل ناشاد لاکھوں فتنہ و شر میں رہا یہ نیا سوداگر بازارِ محشر میں رہا وہ ہوا ویران تیرا دیوانِ حسن گھر میں رہا ایک عالم یاد کے برگشتہ تیور میں رہا باخبر کوئی بھی ساقی و درساخ میں رہا مدنِ حیرت سے چشمِ چرچر میں رہا گر یہی طوفان کا عالم دیدہ تر میں رہا حشر کے دن بھی یہی سوداگرے سر میں رہا</p>
--	---

منتخب فیروں نے اچھے اچھے اختر کر لئے
یہ زحل منحوس اکبر کے مقدر میں رہا

<p>رنگ اپنا ہما اون پہ اثر کچھ نہ ہوا روزِ مہجرتا ہے دیدار کا وعدہ کل پر یہ سمجھتا تھا کہ مر جاتا نکا میں پھر کی شب صلح کل دل سے ہی انسان کسے جاتے ہیں و اناس تیغِ ادا کا کبھی خصال نہ گیا وصل کا خاتمہ صد شکر ہوا صلح کے ساتھ وہی موتی ہے جو ہر طرف ترے زیور میں</p>	<p>خون روئے سے بھی اسے دیدہ تر کچھ نہ ہوا اب تک اسکا اثر اسے اہل جنر کچھ نہ ہوا حیث زندہ ہی رہا تا بہ سحر کچھ نہ ہوا شر کیا جس نے کسی سے وہ بشر کچھ نہ ہوا سنہ پہلی پہننے کئی بار سہر کچھ نہ ہوا چین سے رات بسر ہو گئی شر کچھ نہ ہوا جو نہ ان کا نون تک آیا وہ گھر کچھ نہ ہوا</p>
---	---

آنکھ کی بندیاں اور دہاں جا پہنچے	منزل تک عدم کا تو مفسر کچھ نہوا
کیا کہیں روزِ نہشت سے چلا اسے اکبر	کو شمشیرِ صل کی لاکھوں بوٹیوں پر کچھ نہوا
بوسہ لیتا ہے جام اس لب کا تختہ مشق وہ بنائیں کسے ہوتی جاتی ہے شہرت اُس مبت کی آپ تشریف لائے اچھے وقت میکدہ میں یہ ستیاں سے شیخ ہو گیا خون آرزو افسوس	اب میں تم کو ہا ہوں مٹے کب کا کوئی ملتا نہیں ہے اس ڈھب کا خاتمہ اب بخیر ہو سب کا یر نہ زد ہی چکا تھا میں کب کا خوف کر سند کا حنا رب کا کام نکلا نہ کوئی مطلب کا
آگے اکبر کے ناطقہ ہے بند حضرت ناطقہ اور کو کب کا	
آن تھی نود تھا بجلی تھی کہ جلوہ کیا تھا بجھڑا کس سن کی بجلی نگر ہی کا نصیب تھی نہ فیروں سے ہونے لگا دھڑکن کو اسے جنوں ضعف اگر مجھ کو نہ مانع ہوتا اسے فلک طاع غریزاں جو کہا یا تو نے سرو جنت تھا کہ طویا سے بشت امید	یاد ہے طور کی اسے حضرت سوئی کیا غیر ہی آپ کا اک محو بجلی کیا تھا تمہیں کہو کہ پیران سے یہ اشارہ کیا تھا اتنے وحشت مری دامن صحر کیا تھا کم مرے واسطے یہ دامن اجا کیا تھا غیر کو کچھ تو کہو وہ قسدر عنا کیا تھا

<p>بیٹے جلیے گارات بہت باقی ہے سے گیا آپ سے ناقہ لیلیٰ ناقیس</p>	<p>اور اگر ایسی ہی عجالت ہے تو آنا کیا تھا دیکھ لیجئے کہ محبت کا تقاضا کیا تھا</p>
<p>لوٹے جانا نہ سے کیوں شت کو جانا اگر میں ہی مجنوں کی طرح عاشق لیلیٰ کیا تھا</p>	
<p>فلک تیرا جگر ہے کس کام کا مری شکل آسان نہ حبیب کر سکا نہ ہو جس میں سو داترے عشق کا ہو چکر ہٹک جائے منزل پہ جو جو آب بقا سے پہرے تشنہ کام صنوبر سے اچلتے قامت ترا مرے نامہ شوق کو دیکھ کر اگر تم وہاں ہی نہ مجھ کو ملے</p>	<p>یہ ناز اسے شکر ہے کس کام کا تو ہر تیرا خنجر ہے کس کام کا تو اسے شوق وہ سر ہے کس کام کا وہ لے خضر رہے کس کام کا تو تخت سکندر ہے کس کام کا مگر ہر صنوبر ہے کس کام کا وہ بوسے یہ دفتر ہے کس کام کا تو ہر روز محشر ہے کس کام کا</p>
<p>نہیں آب و دانہ تمہارا وہاں اب اکبر وہ لشکر ہے کس کام کا</p>	
<p>اگر میں صفت لکھوں زلف مشکین پیڑ کا کمی ہی کچھ ہمارے آنسوؤں کی جاتی ہے تصویر تیرے خال و خط کا ہے آٹھویں دلیں</p>	<p>دوات اپنی ابھی بنجائے ناقہ مشکاں فر کا ہمیں دنا پڑ ہے آبروئے دیدار کا ستارہ آج کل ہے اوج پر اپنے مقدر کا</p>

<p>جھلکتا ہے مری آنکھوں سے پانی جو من کو نر کا فروغ دید کا معنی ہے سایہ صہم اظہر کا کہ ہر ہر لفظ میں ہے ذائقہ قند مکرر کا اگر ہو جائے ساقی حکم محکو ایک ساغر کا رہے گا سرد بازار آفتاب روز محشر کا</p>	<p>حسین شہید کی یادیں آنسو پگھلتے ہیں کہاں یہ نذر چشم ظاہری میں جو اسے دیکھے تری شیریں بنیانی کا مزا لکھنے سے دونا ہے فقیر بیواہوں میں دایماں نذر کرتا ہوں فروغ اسکو تھے رخ کے مقابل ہو یہ ممکن ہے</p>
--	--

ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قسمت ماہ پر آئی
 پتہ وہ پوچھتے تھے آج اسے اکبر تھے گھر کا

<p>اک بلا آتی ہے فرقت میں جگہ جاتی ہے گھٹا کھائے جاتی ہے جو بجلی تو ڈرائی ہے گھٹا ہائے کیا کیا مجھے دیوانہ بناتی ہے گھٹا تو پختہ خانے لئے ہمراہ جاتی ہے گھٹا اٹھ آٹھ شب فرقت میں لاتی ہے گھٹا کس کے رخسار کا پردہ یہ اٹھاتی ہے گھٹا وہ پہاڑوں میں گر جتی ہوئی آتی ہے گھٹا مشردہ میسم گل گس کو سناتی ہے گھٹا کس کے رخسار کا پردہ یہ اٹھاتی ہے گھٹا جانب قبلہ جو روتی ہوئی جاتی ہے گھٹا</p>	<p>کیا کہیں کسکی میں یاد دلاتی ہے گھٹا تم نہ پاس تو پھر کس کو خوش آتی ہے گھٹا کسی آفت زدہ بکس پر چڑھائی ہے فرد کبھی دل تمام کے اٹھتا ہوں کبھی گرتا ہوں ہائے ہوتا ہے جو آغوش تنہا خالی کوئے قافل میں برسے کیلئے جاتی ہے آج جی ہر کے بلائے مئے گلگوں ساقی ہاں تو ہے ہجر کے دافول کی دل شکستہ اس سیلہی میں یہ کیا چیز حکایت جاتی ہے تیری فریاد خدا سے یہ کرے گی جا کر</p>
--	---

وہ نہیں ہیں پاس اکبر تو بقول استاد دہ غ
ہمکو تر پانی سے بھلی اور ملائی ہے گھٹا

یا خدا کعبہ مقصود و جسار و اکمل
وہ ہونڈ مٹی ہے جسے یہ آنکھ نہ جلا دیکھ
یا خدا بتو مجھے جلد مدینہ و اکمل
باغ میں چلے تو اپنا قدر عمار و اکمل
ایک دن تو مجھے وہ چاند سا نکھڑا و اکمل
آج جیسی نفسی اپنی مسیحا و اکمل
اسے صنم بہر خدا اپنا سرا پا و اکمل
انہیں آنکھوں سے مجھے اکبر ہوا و اکمل

ہند سے ہم کو نکال اور مدینہ و اکمل
یا خدا جلد جمال شہر بطحا و اکمل
عمر آخر ہونی مرثیے قریب آئے دن
سکشی سرو کی مجھ سے نہیں دیکھی جانی
ہو ہی تو شب تار یک مری نورانی
مار ڈالا ہے مجھے آنکھوں کے جادو نے تھے
حسن پر اپنے بڑا خورار م کیو ہے ناز
مرقد پاک شہنشاہ حسین ابن علیؑ

آرزو ہے نجات اشرف کی بہت اکبر کو
یا الہی اسے اب جلد وہ روزِ نصر و اکمل

واہ کیا اقبال ہے قائل ترمی شمشیر کا
کہکشاں پر جو عیاں عالم ہے جوئے شیر کا
سینہ شمشیر میں دم بند ہے شمشیر کا
سے عدم آباد اک ٹکڑا مری جاگیر کا
ہائے مٹجاتا اگر لکھا ہوا تقدیر کا

سرجہ کا ہے اسکے آگے سروان و پیر کا
کیا فرشتوں میں کوئی فریاد کا تھا ہنجیال
بسکہ خوف سخت جلائی لٹے بسل ہے آسے
سوستے نئے بخشا ہے کیا انعام شاہانہ مجھے
میں جہیں سائی کیا کرتا بتوں کے پاؤں پر

میں ہوا جوش ہونے نہیں سقد گرم فغاں	حلقہ حلقہ گل گیا ہے پائوں کی زنجیر کا
جاں بس ہوا آئے صورت و کماؤ مجھ	مہرباں یہ کون موقع ہے بہلا تا خیر کا
سید ہا آگ اور مرے دل میں نشانہ ہو گیا	اسے قدر انداز کیا کہنا ہے تیرے تیر کا

سے یہی بستر کباب کبر کو چپ رہتے ہی دو
دیکھو دیکھو منہ نہ کھلواؤ کسی دل گیر کا

جلوہ گردیں نہیں ہے وہ رخ پر نور کیا	حضرت موسیٰ چلے ہیں آج سوئے طور کیا
منعموا اس مال دولت پر ہو تم مسرور کیا	لیگئے ساتھ اپنے مرکز قیصر و مغرور کیا
پہر مرا سینے لگی ہے لذت در دگر	چل گیا ہے پہر ہمارے زخم کا انگور کیا
ہے چراغ خانہ مقدر ہر اک دل غرور کیا	ان سے بڑھ کر روشنی میں ہوگی شمع طور کیا
یہ جگہ وہ ہے فرشتوں کے جہاں جلتے ہیں پر	غیر کوئے یار میں رکے قدم مقدر کیا
صورت موسیٰ عمراں ایک عالم غش میں ہے	اٹھ گیا رخ سے نقاب عارض پر نور کیا
آج تک نرگس ہے رشار شراب بخودی	دکیل ہے اس نے تیری نرگس مخمور کیا
ہے حبث لوگوں کو فکر زاد راہ آخرت	دو قدم کی راہ ہے ملک عدم ہے دور کیا

اپنی ہی دل پر نہیں ہے اسکو اکبر اختیار
اوپر کھڑا اس سے ہو گا آدمی مجبور کیا

دلیں فہ بھر لطافت جلوہ فرما ہو گیا	بندر کس غلی سے اس کو نہیں دریا ہو گیا
جب ملا بندہ خدا سے کیا کہوں کیا ہو گیا	قطرہ دریا میں پہنچ کر عین دریا ہو گیا

نقیان ایسی محبے اشکِ ندامت کے ہیں بعد غسل اب جامہ نوا قریبا پہنائیں گے اوستمگر ہو گیا تیرا قاتل نازِ سرور دونوں عالم کے تماشے اسیر آتے ہیں نظر کہتے ہیں کیا منہ لگا کر نقطہ مہر موم سے گلِ شبنمِ یزدت کے گلے سے معنی مجھ	عرصہ محشر میں اک طوفان برپا ہو گیا رختِ ہستی تیرا دنیا میں پڑا تا ہو گیا کلیجہ تیرا قاتل اب تو کھنڈا ہو گیا جامِ جم ہے دل کسی کا گر مصفا ہو گیا کھل گیا عقدہ دہن کا تو جو گویا ہو گیا میں مسافر جب گھڑی ملک بقا کا ہو گیا
---	--

جب بڑی اکبر نظر اپنی جمالِ یار پر
دیدہ مشتاق اپنا چشمِ موسیٰ ہو گیا

رہیفے

مرحبا صل علیٰ عزت و شان محبوب کہیں طہ کہیں حسین کہیں منزل پاس بلو کے دو عالم کا بنا یا مختار آئنگی قبر سے ہی ہاسے محمد کی صدا اس لئے ملتی ہے دربارِ خدا میں کرسی شعلِ اللہ میں نہی رغبت اصحابِ کبار نہ ہری و نہشت تائیدی مدفنِ اکبر	بن گیا عرشِ متعالیٰ پہ مکانِ محبوب خوب قرآن میں لکھے نام و نشانِ محبوب ذاتِ باری ہے فقط مرتبہ دانِ محبوب لیچلے قبر میں ہم دردِ نہانِ محبوب کہ بڑی عرشِ متعالیٰ سے ہے شانِ محبوب دلکش عشقِ تھے اعجازِ بیانِ محبوب ہو گا مدفنِ بہ مرادِ ناع نہانِ محبوب
---	---

<p>کھینچ لیا اسکو جب نکلا چمکا کر آفتاب اسکو دیکھا اور اتر آیا نہ میں پر آفتاب بچہ تو با عیش ہے جویاں بہر تلبے گھر کفر فنا کہو گیا ہے لگے فذوں میں ہاں پر آفتاب دیکھنا ہے حشر میں نکلے گا کیونکر آفتاب ماہ تو گردش میں ہے کما تا ہے چکر آفتاب ہو گیا چرخ چارم پر پہنچ کر آفتاب دن چڑھا آئینا لگا ہے منہ کے اوپر آفتاب</p>	<p>ہے ہماری سرج شبم روئے دلبر آفتاب آپ کا یہ نقش پا کروے نہ محشر کو پیا ہے کسی پردہ نشیں کی بیشک اسکو جستجو جلوہ گاہ یار کا عالم نظر آیا کج سماور میرا داغ بھری تو ہو گا آخر میرے ساتھ نقش پائے آپ کے دونوں کو بخود کر دیا یہ تری خاک قدم کا ڈرہ ہے معلوم ہے حسن کی گرمی بڑی سخی پر جوانی کی دہریا</p>
---	--

یہ ہے شان بوترا بی یہ ہے فیض لم یزل
کر دیا ہے جسے ہر ذرہ کو اکبر آفتاب

رویفی

<p>پہرچیں گے نہ کہی عاشق ناکام ہے آپ بوش میں کما پل پڑتی ہے جام سے آپ یہی عشق چمکنے لگی اس جام سے آپ عشق کو بیٹھے ہیں اچھے بت خود کام آپ نہیں ملتے ہیں اگر عاشق بزم سے آپ</p>	<p>ہوئے آگاہ ہواں عشق کے انجام سے آپ میں میکش ہوں جیسا نہ میں کہتا ہوں قدم ہو سکا ضبط نہ آخر نکل آئے آنسو مجھے امید نہیں مطلب دل برائے غیر بدکار سے ہی کیجئے ترک صحبت</p>
---	---

غیر کے ساتھ کیا غم گستاں کیا خوب	اچھے خاصے تو ابھی بیٹھے تھے آرام آپ
یو چنے پہلے نزاکت کے وہ کیا کہتی ہے	جل سکیں گے نہ زیادہ کہی دو گام آپ
آئینہ دیکھئے اور اس کا نظار اسیجے	دل کو بہلائیے اپنے رخ گلغام سے آپ

مر کے ہی ہوگی غم دل سے نہ فرصت کبر
سوئے پائینگے لحد میں ہی نہ آرام سے آپ

دو لہجے

کیوں نہ سوارج میں ہو دہوم بڑی آجکی رات	نیک صورت حق ٹوٹ بڑی آجکی رات
آپ کے پائے مبارک نے وہ نیت بخشی	ہمکشاں ننگی موتی کی لڑی آجکی رات
بھیجتے ہیں گل رخسار محمد پر دہود	پتیاں ٹنیاں پل بولی جڑی آجکی رات
حق نے فرمایا کہ آعرش پہ اسے ختم رسل	کہ زیارت کی تمنا ہے بڑی آج کی رات
دوش پر بردین سر پہ عامہ عربی	ہاتھ میں لیجئے ہولونکی چٹری آجکی رات
بوئے حضرت کہ روا کیے چوہیں سیرکڑن	بھکواست کی ہے تشویش چڑی آجکی رات
پہرند آئی کہ نختا تری ماست کو حبیب	آجا خوش ہو کہ ہے نیک گٹری آجکی رات
حوریں مشتاق ہیں جنت میں می اسے محبوب	سیر کو غلد کی دو چار گٹری آجکی رات

پائے اکبر ہے گنہگاروں کا کس درجہ خیال
عیش میں ہی نہیں امت کی بڑی راجکی رات

<p>کس لئے خوب ستائیں خوشی آجکی رات اس شہنشاہِ دو عالم کی سلامی کے لئے گنگوہی شبِ سراجِ فرشتوں میں ہی ساتھ جبریل تھے اور گردِ فرشتوں کا ہجوم ظلمت کفر ہوئی دور سیاہی کا نور جلد اب شربتِ دیدارِ ہلا دو مجھ کو دونوں عالم میں ہر دوسری ہمارا ہے بنی اسے شہنشاہِ دو بشر شافعِ روزِ محشر</p>	<p>رونقِ افروز ہیں محفل میں نبی آجکی رات کیوں نہ حاضر ہوں ہر اک جن پر ہی آجکی رات دیکھ لو چلے جمالِ نبوی آجکی رات آئے کس شان سے جنت میں نبی آجکی رات جبکہ پیدا ہوئے شاہِ عربی آجکی رات سکتا چین ہوں ہے میرے نبی آجکی رات لیجئے جلد خبر میری نبی آج کی رات اب دکھاؤ تو ذرا لبے جگری آجکی رات</p>
---	--

کیا ہلاتی شبِ ہجران کی سیاہی اکبر
 یاد میں کمالِ شبکوں کے کٹی آجکی رات

<p>اللہ سے فیضِ شکلِ عدیم المثل دوست میں ننگا ہوں سجدہ میں سراج کی دعا بیگانہ و پگاند کی تمیز اب نہیں ایذا کہی کسی کی نہیں ہے مجھے ہند ہستی کی شکل آ میں نظر آگئی ہیں جب یہ اٹھے یہاں سے تو ہو غیر کا گذر روزِ ازل سے ہے اسے اکبر یہ گھر بند</p>	<p>دیکھا جد ہر ہیں نظر آ جا جمالِ دوست کس روز دیکھے ہو یہ سراپا کمالِ دوست دیکھا جسے اسی پہ ہوا احتمالِ دوست دشمن نہ مجھے جہاں کے لئے کیوں مثالِ دوست آئینہ ہو گیا ہے ہمارا جمالِ دوست دل میں سباز ہوا ہے ہمارے خیالِ دوست میرے مکانِ دل کا کین ہے خیالِ دوست</p>
--	---

روقیے

صلح کے بعد ہے رنجش کا پڑھا رعبث سرو ہے گرمی بازار جناب یوسف آنکھیں کھلجائیں جو کرتے تہا نظارہ ذرا دیکھ کر نبض مری حضرت عیسیٰ نے کہا کیا انہیں بول گئی نکتہ نوازی اس کی دیکھے پہرہ لے گا کوئی ایسا خادم سنزل اس ماہکی کچھ نقطہ موہم نہیں کسمہ جاتا ہے کوئی کوئی کلیہ کی طرف	وصل کی پیر گئی جب تو ہے تکرار عبت بے نقاب آپ ہوئے عازم بار بار عبت فخر کی لیتے ہیں یوسف کے فریدار عبت مجھ سے خواہاں شفا ہے یہ بیمار عبت نام و مرج سے رزق میں نگار عبت مجھ سے بیزار رہا کرتے ہیں سرکار عبت جرم گردش میں ہے کیوں صورت پر کار عبت پرسہ پر تے میں پونہی کا فرود نیدار عبت
---	--

میرے قبضہ میں ہے شمشیر بدلتا گھر
مجھ سے اعدائوں کا مادہ بیکار عبت

روقیے

وقف و محبوب ہوئی اپنی ہیں آج بے پردہ ہوا کو نسا خود شید ہیں آج	ہم نہیں میا کوئی بالائے زمیں آج آتی ہے نظر جرم چہارم جویں آج
---	---

لکھنی ہے مجھے منقبت سرور دیں آج آتے ہیں نظر نوح کے طوفان کے آثار کوٹھے پہ چلو سیر شبِ ماہ کا ہے لطف کس کے گلِ عارض کی صفت نظم ہوئی ہے سکر مرا اقلیم سعانی میں رواں ہے سورج میں گہن ہے تو کلف ماہِ مہین میں	ہے عرشِ معلیٰ مے شعروں کی نہیں آج مے ذکر مے رونے کا دنیا میں کہیں آج ہے شام سے مشتاقِ لقاءِ مہین آج پھولوں سے بسی ہے مے شعروں کی نہیں آج ہے سلطنتِ شعروں سخنِ زیرِ نگین آج بے عیب نہیں تجسازِ زمانہ میں حسین آج
---	--

ہے عرشِ پہ اکبر علیہ فرشتے زمیں کو
اس جہر میں آئے قدم سرور دیں آج

سے دل میں مے کاوشِ مژگانِ کل اثر آج یہ دلوں جو نہیں کل نہ رہیں گے بیدار ہو قسمتِ مری اربابِ برائیں عقدا کا مجھے چاہیے پر مے قلم کو اُن بچی نگاہوں سے جگر گس کا ہوت ہو اسے شوقِ مبارک ہو فراقِ سرو گردن نازل کوئی پہر ہوگی بلا جانِ حنین پر کس شاہ کی آمد ہے جو اس طرح کہہ ہیں	ہر سانس میں آتے مے منہ کو جگر آج ارمانِ بہری آہ میں آئے تو اثر آج وہ آ کے جگائیں جو مجھے وقتِ سخن آج نازک ہے جو لکھتا ہو نہیں مضمونِ کمر آج یہ تیر زمیں دوزِ گذرتے ہیں کبہر آج ہوتی ہے وہاں بک کر تیغِ دوسر آج شکی ہے وہاں زلفِ رسا تا بہ کمر آج صفتِ باندہ ہے ہوئے جو رو ملک جن بشارت آج
--	--

محبوب چلنا عرش پہ جہدم شب معراج خورشید و رخشاں تھا ہر گہ ڈر کا کمتر زیور سے تھا آراستہ کیا مرکب مولا اللہ سے رفتار براق شدہ کو نین ملنے چلے جاتے تھے علی قدم مراتب اس بزم مقدس میں بحر طالب و مطلوب ہر ایک محل پر تھا سرخشش اکست ہم نچا جو سرعش تو یہ حق سے نہ اتنی	تھے نور علی نور دو عالم شب معراج گوہر تھا ہر اک قطرہ شبنم شب معراج چلنا تا محبوب ناز سے ہم چم شب معراج طے کر گیا اک دم میں دو عالم شب معراج یوسف کہیں یوسف کہیں آدم شب معراج تھا کوئی انیس اور نہ محرم شب معراج اُس عیش میں ہی یاد رہے ہم شب معراج امیرے حبیب آہستہ ہم شب معراج
--	--

کیا حال عروج شدہ والا کہوں اکبر
تھی دہوم سرعش منظم شب معراج

کہتا ہے یہ کون آجھے تھا شب معراج کچھ فرق نہ تھا طالب و مطلوب میں باقی سوئی کی طرح اہل فلک فش میں تھے مخفی نہ رہا آپ کا ذکر وہی سدن اس روز فرشتوں کی گھلے جو ہر آدم کیا میل تماشے کی طر کرش و حاکمیں ہر سمت تھا انوارا نا اللہ کا جلوہ	ہمراہ تھی اُمت کی تما شب معراج تھا ایک ہی ساد و لون کا نقشہ شب معراج وہ عارضی پر نور جو چمکا شب معراج اللہ نے کیا کیا نہ دیکھا یا شب معراج اس شان سے جبکہ پکودیکھا شب معراج منظور نظر اور ہی کچھ تھا شب معراج لا غیر کار و شن تھا تارہ شب معراج
---	---

جب اس گل نیرنگ کی نیرنگیاں دیکھیں | جبریل نبا بلبل شیدا شب معراج

کوئین میں تہا کوئی نظیر اس کا نہ اکبر
بے مثل تہادہ دلبر کیا طلب معراج

ردیف ہے

حسن کا طالب اگر ہے عشق کے آزار کینچ
عاشق دوستے تباں کو نگہت گل سے غرض
اسے مہری تقدیر اب لیچل مدینہ کی طرف
حوریں لیچا لینگلی پیرا ہن بسا نے کے لئے
اسے نہ لٹھاسے یہ آداب محبت سے بعد
ہم سے دیوانہ کی ہے جاگیر غمت وشت میں
صورت تصویر حیراں ہو گیا ہے آپ وہ
صد مہ جبریل سیما سے دل ہمارا کینچ
ہو کے تو اسے عبا عطر گل رخسار کینچ
جذبہ دل جانب بطحا سجے اکہار کینچ
عطر خاک پاک طیبہ کا تو اسے عطار کینچ
شہر کنہاں سے نہ پوشت کو سو کا بازار کینچ
اسے جنوں مجنوں ہی کو تاوا من کسار کینچ
کنا کہوں مانی سے میں تصویر پر دو مار کینچ

سب جوار حضرت محبوب حق اکبر کی جا
جانب جنت نہ اسے رضوں سے ہنار کینچ

ردیف ہے

ہزار عشق محمد نے باغباں کی طرح | کہلائے دان غصے دلیں گستاں کی طرح

<p>میں سر بلند وہی شد کے آستان کی طرح شفیع حشر رسول کریم ختم رسل براق آپ کا اک آن میں شب سراج نئے طر حدار بھی انبیا خدا کے گر ہوئے ہر جیسے یہ صورت پذیر کوئی مکان ترے عذر میں ہے نور قدس کا انداز</p>	<p>جو بوسے دینی میں جہان جھکے آسمان کی طرح نہ تہا نہ ہے نہ کوئی ہوشہ زماں کی طرح گیا دعا کی دوستی آگیا گماں کی طرح پسند آئی شہنشاہ انس و جاں کی طرح ہوا ہے کون شہنشاہ کن نکاں کی طرح ترے مزار میں ہے گلشن خباں کی طرح</p>
---	---

نیا حیدر

ہے سوز عشق نئی سے یہ طبع اکبر گرم
کہ بھول جہرتے ہیں جامہ سے گلستا کی طرح

نیا حیدر

ردیفِ نئے

<p>عطر بوسے مصطفیٰ ہر گل پہ کا شاخ شاخ پہوئی کلیاں ہیں بڑا کر قل ہوا اللہ احد بس گئی بوسے محمد چار سو گلزار میں چشم حق میں ہے نور کیون گئی ہے بلغ میں جا بجا ششاد اوسے میں ہر وقت تعظیم کو تیرا قائل بوٹا بوٹا بچہ مال ہول ہول باغ میں ذکر جمال احمدی سے ہے نہال</p>	<p>چرہ ہی میں بلبلیں احمد کا کلمہ شاخ شاخ بیج رہا ہے باغ میں مد کا بونکا شاخ شاخ نورا احمد غنچہ ز گل نیکی بوٹا شاخ شاخ نور ذکر پختن سے بیج شاخ شاخ شاخ ذکر سیلا دینی کرتی ہے گویا شاخ شاخ تیرا عاشق پتہ پتہ تیری شیدا شاخ شاخ خوشہ خوشہ غنچہ غنچہ پتہ پتہ سشاخ شاخ</p>
--	--

کیوں نہوشادی کے ہر اک نخل گلشن باغ مان
بس گیا ہر گل میں شرب کا رنگیلا شاخ شاخ

تو ہی پڑا اکبر کہ ہے چارو نطرت اس باغ میں
غل نک احمد کثیر اطمینا کا شاخ شاخ

ردیف دال

منظور ہوا حق کو جو اظہار محمد
یہ خلق ہوا وہ مخبر برکتی بنی ہو
سفری سے جو بہا ہے وہ نام ملک
صحت مری سے حضرت عیسیٰ ہو منظور
سوئی کو نظر آتا تھا جو طور پہ جلوہ
در حشر کا ہر گر نہیں مشاق بنی کو
ہر وقت ادھر چشم عنایت کی نظر ہے
بیشک وہ حسین ایک ہی ہے بحر جہا نہیں

جسم کا ہے ہر ذرے میں انوار محمد
یہ آنکھیں ہوں اور جلوہ رخسار محمد
ہے قند کر مجھے تکرار محمد
دکھلا دو مجھے نرگس بیمار محمد
تہا پر تو آئینہ رخسار محمد
آزاد ہے دوزخ سے گرفتار محمد
گو خواب میں ہیں دیدہ بیدار محمد
بے مثل تھے دونوں در شہوار محمد

آباد رہے اگر ہا حشر الہی
اکبر میں ہیں جلوہ گرا انوار محمد

پاک ہوتا ہے تیری ذات اللہ الصمد
پیارے پیارے نام ہیں قربان ان لوگوں
آبرو میری ہے تیرے ہاتھ اللہ الصمد
ذوالجلال وقاضی الحاجات اللہ الصمد

<p>نہے گلستان جہان میں تیری صنعت کے گواہ ذکر الا اللہ الا اللہ ہے ورد زبان شان تیری دیکھ کر ہر شے میں ہے تکریم کلام سینکڑوں تلے بنائے اور لائے خاک میں</p>	<p>تیری رنگارنگ مخلوقات اللہ الصمد دل میں لٹکے ہوئے ہیں حالات اللہ الصمد بات اللہ غنی نعمات اللہ الصمد یاسے تو اور تیری مصنوعات اللہ الصمد</p>
	<p>لکھ کے لایا ہے تری درگاہ میں حمد و ثنا ہوں قبول اکبر کی تصنیفات اللہ الصمد</p>
<p>قل ہو اللہ احد کے ساتھ اللہ الصمد اسلئے آئینہ پیش دیا ہے تاکہ کو آشکارا ہے تری توحید ہر انگشت سے اور اعضا کا کیا ہے سر کو افسر اسلئے لذت گوہائی بخشی ہے زبان کو اس لئے بیل بوٹا پھول پھل جرج بشر و وحش و طیر</p>	<p>ہر رہی ہے ساری مخلوقات اللہ الصمد تاکہ دیکھے رنگ مصنوعات اللہ الصمد منظر وحدت ہیں دونوں ہاتھ اللہ الصمد تاکہ سجدہ میں رہے دن رات اللہ الصمد تا ہو محو شکر انعامات اللہ الصمد سب میں ہیں صنعت کی تصویر اب اللہ الصمد</p>
	<p>آرزو ہے جبکہ ہو اکبر کا وقت چاکنی لب پہ ہلایا قاضی الحاجات اللہ الصمد</p>
	<p>رو فی ذال</p>
<p>ایجان شک نہیں کہ ہے سکو و فالذین</p>	<p>مجبور و فاسے بڑھنے ہے تیری جمالذین</p>

<p>دوا پہل در دہیا نہیں کیا حاجت شراب اب تلخی فراق ہی دینے لگی مزا کیا لطف دیتی ہے تری ٹوک تڑھ کی ہیر دل جل رہا ہے اور ترے سے رہے ہیں ہم شورابہ فراق مرے ہٹک گرم ہیں غم اٹا کمالیا ہے کہ یہ بن گیا مزاج شیریں یہ نام بار ہے اب بند ہو گئے</p>	<p>سہا پنا خون دل انہیں اس سے سوال لذیذ قند وصال سے ہے یہ کڑوی دوا لذیذ ہیں کیا کہوں کہ ہے یہ خلش و کو کیا لذیذ ہے یہ کباب سوختہ بیشک بڑا لذیذ ہیں شربت وصال سے اب یہ سوال لذیذ ہے اب تو سب سے بڑھ کے اسی کا مر لذیذ کستی ہے میری ہوج کہ ہے یہ غذا لذیذ</p>
---	---

اکبر جمال یار نے کی نزع میں مد
مرنے کے وقت ہم کو یہ شربت ملا لذیذ

رہیفے

<p>دنک ہیں قدسی تری محفل کا ساں دیکھ فرش پر پارت پہلی کہتی کہتے ہیں وہ مردہ باد ایدل کہ آتی ہے نسیم مغرت رگبتی حیران ہوسن لیتے ہی وہ نام پاک بوجہ اک قبل سے اسے ناشاد کیوں دیتی ہے تو بحر و بحرین و بشر و رو ملک اخون سما</p>	<p>نگاہیں غنچے ترا حسن فراواں دیکھ عرش سے لا تقنطور کہتا ہے رحماں دیکھ ہنس پڑی رحمت مجھے خجلتے گریان دیکھ کہلکھیں نرگس گئی نکیس حسن جان دیکھ بولی وہ انجام گھماے گستاں دیکھ رہتے ہیں جبرستی خون شہیدان دیکھ</p>
---	---

تیری سب پر وائی تیری بے نیاز مکی ملگئی | گل کو خندان دیکر بلبل کو نالاں دیکر

وصف گل کرتی ہیں وہ یہ وصف احمد اسلئے
بلبلیں ہیں دنگ اکبر کو غزل خوان دیکر

روایت

سہ ہمار باغ دیتا چند روز
اسے مسافر کوچ کا سامان کر
دفن کر کے قبر میں بولی قضا
ہے غامض اس جہان کی اس طرح
غافلویا دالہی چاہیے
کیوں ستائے ہو کسی بحیرم کو
کے رہا کچھ روز یا جم کوئی دن
دیکھ لو اس کا تماشا چند روز
اس سرا میں سہے بسیرا چند روز
اب یہاں تم سوتے رہنا چند روز
جیسے نو چندی کا میلہ چند روز
سہے بکیر از ندگی کا چند روز
ظالموں یہ سہے زمانہ چند روز
کچھ دنوں شتا د کسریٰ چند روز

ہر کہاں اکبر کہاں تم دوستو
سہے یہ دنیا کا تماشا چند روز

روایت سین

یوں غمزدہ ہیں میرے گل تر کے آس پاس | جیسے ستارے ہوں صاف نو کے آس پاس

<p>بتیاب ہو رہی ہے شہادت کے شوق میں گیسر کے ہے ہر طرف سے مجھے یاد ہو یار دیکھیں بچے ان آنکھوں کے کس طرح دل مرا شکر ساحر توں کا ہے چاروں طرف پڑا</p>	<p>سہ پہری موج یار کے خنجر کے آس پاس سو آئیے ہیں ایک سکندر کے آس پاس دوباز ہیں اسرا ایک کبوتر کے آس پاس سہ اژدہا م قیر سکندر کے آس پاس</p>
---	--

اکبر رہیں رقیب نہ کیوں اس حسین کیسا نہ
ہر شاخ میں ہیں خار گل نر کے آس پاس

دلینشین

<p>نویں ہم کو کل عالم فراموش کسی کی آنکھ نے ہے نہ ہو دیا سب ترسی محفل میں ڈھونڈیں گے پہرا کر دیا سانی نے جب سے ہم کو ساغر وہ ہانکا کرتے ہیں اکثر دل آ کر</p>	<p>نہیں ہوتا ہے تو اکدم فراموش ہے اب وہ عمر ببر کا غم فراموش یہاں دل کر چکے ہیں ہم فراموش اسی دن سے ہے جام جم فراموش ہر اب ان سے اکمن ہم فراموش</p>
--	---

ہمیشہ خوش رہا میں لٹا لٹا
مجھے کہتے ہیں اکبر غم فراموش

روین صدا

ہوئی ہے کس بلا کی اسے خدا حرص
کرنیکے کیا تمساری انبیاء حرص
اتنی سرب کو کرا ایسی عطا حرص
دغا بازی - حسد - کینہ - ریا حرص

لئے پھرتی ہے مجھ کو جا بجا حرص
بنایا ہے تمہیں محبوب حق نے
صلوٰۃ و صوم کے پابند ہو جائیں
سیہ کرتی ہیں دل یہ پانچ چیزیں

شہرہ

بے کاموں کی آگسہ چاہیے قدر
برے فعلوں کی ہے پس ناسزا حرص

شہرہ

روین ضاد

باغ جنت کا ہے ہر بول شاہ عارض
صبح یوم العرس نور نگار عارض
ہے چمکتی ہوئی افسلیم و یار عارض
چشم بدور ہے آغاز بہار عارض
دن بزم گم ہے فروغ شب تار عارض
ماہ آئینہ ہے ہر آئینہ دار عارض

واہ کس رنگ پہ ہے حُسن بہار عارض
لیلتہ القدر ہے اسے ماہ ترا خط سیاہ
سحر عید کا آئینہ سوا داس کا ہے
ہو چلا بلور اب نخل جوانی اُن کا
سہے نظر خیرہ یہ ہے خط سیاہ کا جلوہ
خویریں مشاطہ میں ہر سفت کینہ کے لہجہ

اے گلِ نازم ترے حسن کی رنگت ہے کچھ اور	پہول بھی صدقے ہیں بلبل بھی تارِ عارض
زلفیں رخ کی تھے بل کرتی ہیں بیکار نہیں	انکی جاگیریں لکھا ہے دیارِ عارض

رنگ ہلکا سا گلابی ہے پھر اس پر خطِ سیاہ
قابلِ دید ہے اکبر یہ ہمارے عارض

روایت

کیا بتاؤں کمرے واسطے کیا آپ کا خط ہو گئے معنی ادھی کے مطالب روشن طاثرِ سدرہ کو بہجوں گا کہ لے آئے اُسے ملک آئینگے لمحہ میں تو دکھا دو نگاہوں میں نامہ برنگیا جبریلِ فلک پر ہنچا آکے بالیں سے مے پیکِ اجل بوٹ گیا	سرِ خط بندہ نوازی ہے بنا آپ کا خط جس دم ایجان جہاں مینے پڑا آپ کا خط جس دم ایجان جہاں مینے پڑا آپ کا خط مے بازو ہے اے جان بندہ آپ کا خط کے اوڑا وہ مجھے ایجان ملا آپ کا خط جی اوٹھائیں مریجان آج گیا آپ کا خط
---	--

کھئے تو یار کو کیا کیا ہے کہا اے اکبر
زلفِ جاناں سے بھی گزیر ہے بڑا آپ کا خط

روایت

کیوں نہ ہو عشاق کو دس شاہِ خواب کا لحاظ	چشمِ بلبل میں ہے گلہائے گلستان کا لحاظ
---	--

<p>کی محمدؐ نے شفاعت ہو گیا خالق کا حکم سایہ میں نامن کے جو آکر چپے ننھے گئے قدر گوہر اسے خدا ہیں جانتے گوہر شناس کر بلا میں نفع کی اولاد کو مانگہر کا گھر اب ہوئی بخشش کہ ہے محبوب خالق کو ہیں جاؤ گے یاں وہاں تو چاہئے کچھ یا نکا پاس</p>	<p>جاتے ہیں جنت میں ہم کیا ہم کو رضوان کا لحاظ آ گیا خالق کو ہی حضرت کے وائے کا لحاظ دیدہ رحمت میں ہے حضرت کے دند کا لحاظ شمر ظالم تھا یہی محبوب سبحاں کا لحاظ آئے ہو اں سے یہاں یاں چاہئے وائے کا لحاظ آئے ہو اں سے یہاں یاں چاہئے وائے کا لحاظ</p>
---	--

<p>وہ بڑا عفار ہے بیٹھ ہو کیوں کبر او داس آہی جایگا تمہاری جہنم گریاں کا لحاظ</p>	<p>ملائکہ (سید)</p>
---	---------------------

<p>خلوت کی شب میں ہی وہی باقی رہا لحاظ بیجا بیگا تو باد کا بے کیف خلد میں اب لال ڈور سے ہرنے لگے چشم باریں شب وصل کی تمام ہوئی بات کہ نہ کی زاہد حجاب یہ برعم میں اٹھتا ہی اب نہیں جرب کر چکے آتش تو چلا دور جامے</p>	<p>گھونٹ ہٹانے سے نہ اُن کا گیا لحاظ ساتی ہے بادہ نوشوں کو تیرا بڑا لحاظ ہاں لطف سیکشی ہے کہ اُٹھنے لگا لحاظ ایسا ہی کیا حجاب سے ایسا ہی کیا لحاظ ساتی پلا شراب کباب ہو چکا لحاظ رندوں نے شیخ خجی کا کیا تو بڑا لحاظ</p>
---	--

<p>اکبر جو محتسب نہیں اُٹھتا پو شراب اس کو نہیں خیال تو رندوں کو کیا لحاظ</p>	<p>ملائکہ (سید)</p>
---	---------------------

ردیف عین

یہ کسے عشق میں اس درجہ بھیرا ہے شمع	سرا پنا دہنتی ہے بیتاب افکار ہے شمع
نگاہ لطف و کرم کی امیدوار ہے شمع	سلام کیلئے استادہ اسے نگار ہے شمع
یہ جسکو دہ سوئمہتی ہے وہ اسے نہیں ملنا	جہاں سخن میں سے دیکھو اشکار ہے شمع
جب آئے اسکے قدم بزم ہو گئی روشن	تکلیوں میں جواب رخ نگار ہے شمع
جہاں جلی یہ پس آ پہنچے مثل تیرا سپر	مے خیال میں پروانہ کا شکار ہے شمع
کسی کے عارض روشن کی ہے چمک سیں	یہی بس سیکھا کہ ہر بزم کی بہار ہے شمع

پڑا اسے ہی اسی پوفا سے کام اکبر
نہیں خبر نہیں دیکھو تو بھیرا ہے شمع

ردیف عین

نورا محمد سے ہے بہار ج ایاں کو فروغ	جس طرح خورشید سے ہے مہتاباں کو فروغ
شاخ میں نشوونما پنچو نہیں گہمت گل میں رنگ	جلوہ احمد نے بخشا ہے گلستاں کو فروغ
زلف مشکیں سے نرمی لبہاں لگیں سے ترے	نافہ آہو کو بولعل بدخشاں کو فروغ
انبیا ہیں بنیا محبوب پر محبوب سبک	انبیا پر کیوں نہو محبوب سجاں کو فروغ

<p>عرش اعظم پر بلایاتے فرشتے ہر کا ب ہو گئیں بے نور سب نوریت و انجیل و زبور ہو گئے چودہ طبق روشن ضیائے نور سے تیرے جلوہ سے تھے پر نور سے تیرے نور سے</p>	<p>کس قدر بخشا ہے حق نے اپنے ہمارے کو فروغ جب سے حق صفت احمد سے ذکر آگے فروغ اس چراغ عرش سے ہے نرم امکان کو فروغ آنکھ کو انوار دل کو روشنی جاں کو فروغ</p>
--	--

یہ دعا اکبر کی ہے یا رب سے کچھ قبول
نور ایمان سے ملے ہر ایک انسان کو فروغ

ردیفی

<p>آسان نہیں ہے دیکھنا اس بار کی طرف اوسکو تو عشق یار میں سراج ہو گئی کیا جذب عشق سے کشش حسن بٹ گئی تو چل رہا ہے چال قیامت کی مشر میں دیوانے ہیں جو کو چہ جانال کو چھوڑ دیں روزن سے دیکھتا ہوں وہ شیخ چشم آج اسے غیرت مسج ہو کیسے مسج تم</p>	<p>دیکھیں تو موسیٰ جلوہ دیدار کی طرف منصورؒ سر سے جائے نہ کیوں دار کی طرف دل کنچ رہا ہے میرے بار کی طرف سب کی نگاہ ہے تری رفتار کی طرف صحرا کو ہم نہ جائیں نہ کھسار کی طرف میری نظر بھی جاتی ہے دیوار کی طرف جائے نہیں کہی کسی بیمار کی طرف</p>
--	---

چارا بروں کا ہے یہ کتا یہ سمجھ نیا
اکبر ہمارا رخ ہے رخ بار کی طرف

ہم ہر طرف دیکھتے جہاں دو لہا کی طرف بانع طیبہ کی طرف گزرا بطن کی طرف تہا منا اسکو یہ جاتا ہے تہا مہ کی طرف دیکھتا تھا دیدہ رہتا ہے بطن کی طرف اڑ گیا لیکر سر پر عرش اعلیٰ کی طرف حق تو ہے ان کی طرف وہ حق تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہیں ہم تہا سے بطن کی طرف دیر کیوں کرتا ہے آجا اپنے شیدا کی طرف نشد لب جیسے مسافر کوئی دریا کی طرف غرب کی جانب عرب کی سمت بطن کی طرف	ہم ہیں حشر میں سب سے بڑا کی طرف بچا ہوا ہے ہمدرد سے ہمدرد کے چلو دل کو سودا ہو گیا عشق رسول اللہ میں کس قدر اللہ کو تہا شوق دیدار حبیب صبر جذب محبت تہا براق ہرق پا عشق ہے ان کو خدا سے اور خدا کو عشق شمع کو پروانہ گل کو بلبلیں لیلیٰ کو قیس اور کہتا تھا مجھ سے کہ اسے میرے حبیب روحانہ محبوب کو جاتا ہو نہیں کس شوق سے بچا ہے یاد نبی عشق نبی شوق نبی
---	--

تیرا عاشق امدیوں در در پہرے خانہ خراب
دیکھ تو اس اکبر بد نام در سو کی طرف

دلیفت قاف

گنج سرمد ہے نصیب دل دیوانہ عشق ہوش میں آئیں سکتا کہی دیوانہ عشق بحرِ خدا ہے کوہِ مہربان ہے صدق	دولت آباد حقیقت ہے یہ دیرانہ عشق مے توحید سے سرشار ہے ستانہ عشق جسم نورانی حضرت در یک دانہ عشق
--	--

آنکھیں سر وقت ہیں سرشارئے حب علیؑ ملک کو نین ہی باتہ آئے تو ہو کر نہ لگائے عرش کو منزلت دلپہ نہ کیوں شک آئے فصل گل آگئی پہنائیں وہ زنجیر ہمیں یا خدا حرمت سنجادہ طفیل قاسمؑ	منہ سے رندو نکے لگا رہا ہے پیمانہ عشق والی سلطنت فخر ہے دیوانہ عشق ذات پاک نبوی عشق ہے دل خانہ عشق پچلی وحشت دل پہر سوئے ویرانہ عشق کردے مجھ کو ہی گدا کے درمیانہ عشق
---	---

فکر عقبی ہے نہ اندیشہ دنیا کبر
دو لوں عالم کو ہے بولا ہوا مستانہ عشق

ردیف کاف

دل کو چسپیدگی پر برد تری چٹون کبتک رو نیو آئی ہے اک رات کی سماں ہے یہ موسم گل ہے ہوائے سحری کا جو نکا مذہب عشق میں خامی ہے خیال نہیں شوق دیدار سے بقیہ دل صورت برق کربھی دوسے فتنہ نرانی سے کہیں مشربا رحم کر حال پر اب میرے خدارا اور ترک ہم ہی ملتے نہیں اب آپ کے ہر سے تا حشر	بیر نظارہ چلیں گے پس روزن کبتک شمع مرقد پہ رہے گی مئے روشن کبتک شاخ گل پر ترا بیل نشین کبتک فکر سوائی و اندیشہ دشمن کبتک ہو گا طے مرحلہ وادی ایمن کبتک تر نہیں کشتے ترے قاتل نہ بدفن کبتک خم رہے شوق شہادتیں بیگردن کبتک دیکھنا ہے کہ گری بہتی ہے حلیم کبتک
---	--

رحم آئیگا کبھی تو انہیں بھپرا کبتر
وہ رہینگے مے ارمان کے دشمن کبتک

روایت گاف

پہونکی غم فراق نے یہ تن بدن میں آگ
انکار و پیر لٹاتی ہے فرقت میں سیر بلخ
ابر یہ نہیں یہ دہواں ہے بہرا ہوا
کشتہ ہنر سے سنج کے جوائے آتشیں ہزار
رضعت ہوئی بہار خزاں کے دل آگئے
صحرا چاری گرمی رفتار سے جلا
کس نے کیا تھے لب لعلین کا تذکرہ
زلفوں کیوں میاں ہے ترار دے آتشیں

اب جسم کی جگہ ہے مے پرہن میں آگ
ہو میرا اختیار تو دیدوں چہن میں آگ
کس نے لگا دی آج سپہ کسں میں آگ
لیجا بیگے وہ ہاندہ کے اپنے کفن میں آگ
اے باغبان لگا دے اپنے چہن میں آگ
اپنے ہی سوز غم نے لگائی چہن میں آگ
اہل یمن نے آج لگا دی یمن میں آگ
جیسے لگی ہو وادی جین و ختن میں آگ

اکبر تری زبان ہے کیا شمع کی زباں
ہر فقرہ تیرا شعلہ ہے ہر ہر سخن میں آگ

روایت لام

کس کو معلوم ہوئی غرت و شان بلیل
کون ہے گل کے سوا مرتبہ دان بلیل

<p>گوش گل سے جو سنا شور و فغان بلبل آئی کیا فصل خزاں اٹھ گئے مرغان چین دید لیلی کیلئے شرط ہے چشم مجنوں ہو گیا برہم اسی سے تو مزاج اس گل کا گاتے ہیں میری غزل مرغ خوش الحان چین</p>	<p>اے صبا کیا ہوئی تاثیر زبان بلبل مٹ گیا صورت گل نام و نشان بلبل صفت گل کو ہے درکار زبان بلبل جا بجا تھے مرے دیوان میں بیان بلبل انکوائی تاسے مرہ ہے یہ زبان بلبل</p>
<p>شب کو آتا ہے جو محفل میں وہ گل اکبر اہم کو پروانوں پہ ہوتا ہے گمان بلبل</p>	<p>شیخ صدیر</p>
<p>بچپن ہو کے دیکھ نہ تو راہ فصل گل گلچیں عذوق چرخ ہے دشمن خزاں قریب آخر دی خزاں سے وہی خندہ ہائے زار خاموش غنچہ پہل میں پڑ مروہ برگ خشک تو یہ کا توڑ نا کوئی دشوار بات ہے کستی ہے عندلیب خزاں سے کہ تم کر قمری ہو عندلیب ہو طوطی ہو کوئی ہو ساتی ہر دس تو ہی بنا دخت زر کو آج</p>	<p>اے عندلیب خوب نہیں چاہ فصل گل کوئی نہیں جہاں میں ہوا خواہ فصل گل سب چار دن کا ہے چشم و جاہ فصل گل برہم ہے کیا مزاج سٹھنٹاہ فصل گل میںخوار دیکھتے ہیں مگر راہ فصل گل تاثیر کر خیالے کہیں آہ فصل گل بانع جہاں میں کس کو نہیں چاہ فصل گل اب کے ہمارا آئی ہے ہمراہ فصل گل</p>
<p>اکبر وہ ماہوش جو نہیں ہے بغل میں آج ظلمات سے سوا ہے شب ماہ فصل گل</p>	

ردیف مہم

گرم سخن ہیں مجمع اہل سخن میں ہم سُئی ہی جہم ہے تو تکلف یہ کیا ضرور دونوں کو اتحاد نے یک رنگ کر دیا گل ہو شیار ہوں ہر گل آتا ہے سیر کو تیرے سوا نظر نہیں آتی کسی کی شکل خردش بغیب الیا کوئی کم ہے زیر چرخ طو ل تل میں پس گئے دنیا گلمے ٹہری مضمون وہاں تنگ کا سو جانا آج تک لکھتے ہیں یاد زلف میں توصیف چشم یار	گو یا زبان شمع ہیں اس انجمن میں ہم کتبک رہیں گے خاک سے بچ کر کفن میں ہم کھلتا نہیں کہ یار ہے باہر بن میں ہم دل تھامے عندلیب کہ پہنچے ہمیں میں ہم یہ محو ہو گئے ہیں تری انجمن میں ہم دور وہی نہ چین سے بیٹھے وطن میں ہم اب تو اسیر ہیں اسی طوق و رس میں ہم جی چاہتا ہے قفل لگائیں جہن میں ہم آہو شکار کرتے ہیں دشت خلق میں ہم
--	--

اکبر ہے ساتھ شمع کے پروانہ بھی ضرور
جہاں انجمن میں وہ ہے اسی انجمن میں ہم

ردیف نون

ہوں وہ مومن جسے ایمان سے سروکار نہیں گنگسہ وہ کان جو وقف سخن پار نہیں	وہ بزمین ہوں جسے حاجت نہ مار نہیں کو روہ آگ جسے حسرت دیدار نہیں
--	--

<p>کھڑے کام نہ ایمان سے طلب ہے ہیں کیا خبر دار کرے گا تو ہیں اور اہد کب ترے جلو کا دیدار نے حیران کیا سرفروشی صفت کو کہن آفریں ہے دہن گور سے آتی ہے صدا میت کو دیکھ کر اسکو یہ ہیں محو برنگ تصویر</p>	<p>دونوں عالم سے بجز تیرے سر و کار نہیں آپ تو اپنی حقیقت سے خبردار نہیں کو نسا دن سے کہ ہم نقش بہ دیوار نہیں عشق پہلے تو بہت سہل ہے دشوار نہیں آج ہم دم نہیں تیرا کوئی غمخوار نہیں ہے دباں منہ میں مگر طاقت گفتار نہیں</p>
--	---

چشم دل بول اگر ہے طلب دیدار
 نظر آئے گا ان آنکھوں سے وہ دیدار نہیں

<p>جب سے گدائے کوئے شد درخشاں ہوں اب تک نہیں کسی پہ صفائیں مری کلیں ہے میری ذات باعث ایجاد کائنات عشق کرنے زار کیا اس قدر مجھے چہلے ہوئے ہوں شت و شد و قدم کی خاک افتادگی عروج کہی تو دکھائے گی قربان جاؤں تیری شفاعت کے اسے نبی دی فقر میں خزانے مجھے دولت فنا اکبر کیا جو کوچہ جا مان کا سہنے قصد</p>	<p>میں سرزمین ملک دو عالم کا شاہ ہوں وہ بندہ ہوں کہ منظر ذات الہ ہوں میں آپ اپنے دعویٰ حق کا گواہ ہوں مخفی نظر سے صمدیت تارنگاہ ہوں میں بہ نور دباؤ یہ لالہ ، سوں اس کو چہ میں پڑا صفت گردِ رام ہوں قبضہ بہشت پر ہے مگر پرگاہ ہوں ہوں گرچہ تلک دست مگر بادشاہ ہوں دل بول ہٹا کہ چلے تو میں خطر رام ہوں</p>
---	--

<p>خلد واسے اونہیں سر و حسنی کہتے ہیں اسکو لکھنے صفت گل بدنی کہتے ہیں انبیاء عرب سے اللہ غنی کہتے ہیں ہنس کے بوے ہیں مکی مدنی کہتے ہیں عاشق اس آن کو برہی کی اتنی کہتے ہیں میر سی امت کی نہو دل شکنی کہتے ہیں عاشق سیدی مکی مدنی کہتے ہیں اس مصیبت کو غریب الوطنی کہتے ہیں ایک موٹی ہیں کہ رب ارنی کہتے ہیں</p>	<p>ہندو واسے اونہیں مکی مدنی کہتے ہیں عرق گل سے پسینہ میں فزوں تہی خوشبو دیکھ کر اپنے صحیفوں میں تراذ کر جمیل پوچھا حوروں نے حضور آپ کا دولت خانہ ایک اشارے کیا چاند کا دل دو بکڑے ہائے الفت کہ وہ اللہ سے ہر پہلو پر اسے نکیرین نہ بچین کر و تم کہ سب مجھے منزل غم میں تھکا بیٹھا ہوں محبوب کے دور ایک تم ہو کہ ہے اللہ تمہارا مشتاق</p>
---	---

مرحبا اکبر مداح لکھی خوب نزل
اسی انداز کو شیریں سخن کہتے ہیں

<p>تراں نہو بتر سے قدم پر وہ سر نہیں اسے جان اب تحمل در و جسگر نہیں اسے تیرگی بخت ہیں بتر اڈ نہیں کچھ احتیاج تیری مجھے نامہ نہیں یاد آئی کب مدینہ کی ہم کو سحر نہیں بدلیں ہم اسکو نفع سے یہ وہ ضرر نہیں</p>	<p>بہر چوٹ بخت سے وہ دل سے تم نہیں تا چند ہجر بار کے صدمے اٹھائے دیکھ ہوئے میں ہم شب غم کی اندھیریاں لیجاؤں گا میں اپنا خط شوق یار تک نہو بچن روز دل سے زیارت کیواسطے مرنا ہی تیری جاہ میں جینے سے ہرگز ہے</p>
---	--

احسان لوں کسی کا میں اتنا کہاں مانع حال درازی شب غم کیا کروں بیاں	ممنون بخیہ گر مرا چاک جگر نہیں وہ شام ہے یہ جسکی جہاں میں سحر نہیں
	اکبر ہی نہ کیوں بنی اور غلی کو دو غافل بیاں ازل سے دوتی کا گز نہیں
سے نور محمد کی جہلاں رنگ چمن میں گریوں ہی رہی آگ محبت کی بد نہیں اوس سرور عالم کے پسینہ کی صنیا سے بکیں ہوں میں عجز ہوں مدینہ میں بلا لہو فریاد ہے فریاد ہے اسے داور محشر یہ عشق گہلا دیکھا مجھے شمع کی صورت سے اوس گل وحدت کے پسینہ سے محبت اشکوں سے پکتے ہیں شر سوزش غم سے	صدر برگ میں نیلے میں گل تر میں سمن میں اڑ جاؤں گا کا فور لگاتے ہی کفن میں بومشک خنق میں ہے ہر جگہ لعل بہن میں مر جاؤں گے گشت گشت کے کہیں رنج و محن میں زہرا کا چمن لوٹ لیا شام کے بن میں ہو نکا ہے جگر آگ لگا دی ہے بد نہیں احباب طبع عطر وہی میرے کفن میں لو آگ بر سنے لگی بہادوں کی بہن میں
	اکبر سے مرا نام شنا خان بنی ہوں بلبل سا چمکتا ہوں گلستان سخن میں
ہزاروں راز نہاں ہیں ہن چہرہ میں نہاں ہے شاہد مطلب سخن کے پردہ میں بسا ہے عطر محبت سے جامہ ہستی	کروڑوں گنت ہیں اک اک سخن کے پردہ میں دبان بول رہی ہے دہن کے پردہ میں چہا ہے کون گل اس پیر میں کے پردہ میں

نکال لایا او نہیں شوق خود نمائی کا غضب کیا پر وہ نشیں ہے وہ شیخ ہرجائی کہلا سب میں لیلیٰ کی جاسہ زیبی کا درد پہنہ جبکہ جسے زلفیت کے پڑے پرے جو دیکھا اہل بصیرت نے دونوں کو تو کہا	وہ ایسی شان سے بیٹھے تھے بن کے پرد میں ہر انجن میں ہے ہر جن کے پرد میں کہ روح قیس ہے اس جبرین کے پرد میں اب اس مکان کے یکیں ہیں کفن کے پرد میں حضور ہی ہیں حسین و حسن کے پرد میں
---	--

نجات اہل گنہ کو کہیں نہیں اکبر
عبث چہ پاس ہے تو جا کر کفن کے پرد میں

گئے ہیں آن میں خیر البشر کہاں سے کہاں خدا کے ذکر میں جو رونکی داستان و اعظ جو پیر دی گئی اس جس سے عرش تک پہنچی شب فراق میں دم بہرہ ایک جا ہوا قرار وہ میرے شعروں کو سنتے ہی ہو گئے خاموش سختی ڈالیاں ہیں عرش پر زمین میں جڑ جگر کو چہرہ کے دل سے گذر گیا ظالم	وہ جسم پاک تھا مثل نظر کہاں سے کہاں ہیں ہی لے گیا تو بے خبر کہاں سے کہاں ہوا ہزار سی دعا کا اثر کہاں سے کہاں لے پھرا ہیں درد و جگر کہاں سے کہاں خدا کی شان ہے پہنچا اثر کہاں سے کہاں گیاسے بڑے یہ زوری شجر کہاں سے کہاں اُتر گیا ترا تیر نظر کہاں سے کہاں
---	---

چلا ہے کعبہ درد دل کو چور کرا کبر
یہ بے خبر ہے یوں ہی درد بدر کہاں کہاں

آواہ و گشت نہیں قیس ہی بن میں	لیکے کو ہی آرام نہیں اپنے وطن میں
-------------------------------	-----------------------------------

<p>دل جلکے جو رہتے ہیں تو سب گئے یکدل عالم نظر آیا ہمیں کل اکل ماکول عالم مستغیر ہے تو حادث بھی ہے بشک کیا کیا مستغیر ہوئے حالات جہاں کے خوش خندہ گل پر نہو اسے بلبل ناداں انسان کسی حال میں آزاد نہیں ہے الفٹ میں تری قطع محبت ہوئی سب سے</p>	<p>ہر چند کہ اصدا کی بستی ہے بدینیں ہر شے کی حقیقت ہے یہی دیکھن میں پہر شان قدم کیسی ہے اس پر کہن میں دیا ہی نئی ہو گئی ایک ہشتم زدن میں پڑنہا ہے تجھے مرثیہ گل بھی جمن میں مر کر بھی گرفتار رہا قفس کفن میں اک عمر سے بیگانہ ہوں یاران وطن میں</p>
--	---

اکبر یہ غزل تم نے نئے رنگ میں لکھی
اچھا ہے جو ہو عام یہ انداز سخن میں

<p>قبیلہ سبیر مدینہ اتر آیا دل میں فاش اگر راز ہو میرا ہی طوفاں ہو بیا ہر جگہ حسن محمد نے کیا جھک سناں جالیوں کے مری کی نکو نہیں کچھ ہیں نقشے یہی دو گھر ہیں مرے دونوں مکان گھر لکھیں فیض حضرت نے توجہ جو ادھر فرمائی بند کر منہ کو ذرا سر تو جھکا اسے مجھوں کہیں لہتی نہو بستی کے ابرمانوں کی</p>	<p>کنج گیارو ضلہ محبوب کا نقشہ لکھیں جوش ذن عشق محمد کا ہے دریا دیں کبھی آنکھوں میں سما یا کبھی آیا لکھیں ہمدہ سب کا اترتا ہے پیر ادا دل میں خانہ کعبہ ہے آنکھوں میں مدینہ لکھیں لی مع اللہ کا نظر آگیا جلوہ دل میں نظر آ جائیگی تجھ کو ہیں لیلیٰ دل میں نہیں معلوم کہ یہ شور ہے کیسا دل میں</p>
--	--

کعبہ سجدہ ہوا جس کے سبب سے اکبر
جلوہ فرما ہے وہی کعبہ کا کعبہ دلیں

نہیں غلے اس کے شمع و کا اپنے چشم روشن میں
پیسے میں ڈوبا یا گرمی مضمون عارض سے
فیقروں کو ہے اپنا پر یا تخت سلیمانی
تسے قدر سے جودی ہیں شاعروں کے انگوٹھیں
سلا متھے جو ہے جوش ہماری یاد یہ گردی
ہماری تیغ قاتل اس طرح بھی رخ کرے یارب
نہ تو پے منجھال پاکہ امالی قاتل سے
چرخ طور کا جلوہ ہے یہ وادی یمن میں
غریق بحر ترستہ ہو نہیں یاد و روشن میں
سیلمان زمانہ ہے ہر اک مور اپنے روزن میں
اکڑتے ہیں کٹر سے ہو ہو کے گیا سر و گلشن میں
نہ رہنے ہائیکا کا ٹاکوئی صحر کے دامن میں
رگوں کا دام پہیلا سے ہوئے پیٹے ہیں گردن میں
ادب کستا تھا ہاں دیہہ نہ آئے اسکے دامن میں

کڑا پن نرم دل کے آگے کام آتا نہیں اکبر
کعبہ حداد پر کیا ہے نسبت ہوم آہن میں

کوئی حرف غلط ہوں یا خط و نقش باطل ہوں
نہ ہو نہیں دور صحبت کدین صحبت میں شامل ہیں
سرسے دل یونہی یوں چری ایک مدت سے
ذرا انصاف کر لو اے یوں کیوں کرتے دم نکلے
مے غمخوار کو بھی رحم اب بھپس نہیں آتا
مے کی نسوؤں کے گل نے گرو باد یا میرا
جو کچھ ہوں صفحہ ہستی سے بچا نیلے قابل ہوں
مرا اک اور عالم ہے نہ خارج ہوں داخل ہوں
بھی ہیر نہیں حسین مسافر میں منزل ہوں
اسیر تانہ ہو نہیں لو گرفتار سلاسل ہوں
نہیں معلوم کیسے سنگدل قاتل کا بھل ہوں
حقیقت یہ ہے میں خود با عیش و یاری دل ہوں

کسی کی تیغ کستی ہے پٹنری گردن سے
چلے ہی آئیے وقت میں عاشق ہے کیا پروا
دلہن ہو نہیں شہیناز کی شمشیر قاتل ہوں
بھادوگی جسے بادِ محروہ شمع محفل ہوں

مری ہستی کی سرحد کو عدم سے ملگنی اکبر
مگر شکل کستی ہے میں ہی حد فاصل ہوں

وصل اس ستم شمار کا دشوار بھی نہیں
بایوسلوں نے کی ہیں وہ خانہ خرابیاں
پردہ سے مت سناؤ مجھے بن ترانیاں
عذر وصال کر کے مجھے ذبح کر دیا
اسے صبر رفتہ عاشق ناشاد المود
اب بخود می شوق ترقی پذیر ہے
مانگوں دے ملے مرگ عدو آہ کس طرح
احباب بیتے جاتے ہیں کند ہا نجات کیوں
اقرار ہی نہیں ہے تو انکار ہی نہیں
اب دل میں شوق لذت آزار ہی نہیں
موسیٰ صفت میں طالب دیدار ہی نہیں
کہتے ہو میرے ہاتھ میں تلوار ہی نہیں
شہسائے ہجر میں کوئی مخوار ہی نہیں
تمسین چشم دستہ و سوار ہی نہیں
لذت فزائے دل الم بار ہی نہیں
ایسی تو میری لاش گراں بار ہی نہیں

اکبر کے شعر شکے چلے جاتے ہیں عدو
کہتے ہیں گرم آپ کے اشار ہی نہیں

نہیں چوٹا خیال مرقد جانانہ مرقد میں
سوئے گور غریباں کس ستم آرا کی آمد ہے
نمایاں سنبل و بچان ہوئی ہے قبر وحشی پر
ہوئے بچپن سے ایک دم پایا نہ مرقد میں
تسنا و ورتی پہرتی ہے بتا بانہ مرقد میں
یہ زنجیر میں ہیں ہر اورد ہے ویرانہ مرقد میں

<p>ہوئے اربانِ حسرت یاس و حزنِ مردِ غصت نہیں کوئی میاں پر سیاں کیسا وقت تنہائی عدمِ آباد کو جانا ہوں میں باروں کے ملنے کو یسا ہے جس نے دل میرا میں بندہ ہی اسیکا ہوں سیرگورِ غریباں ہاتھ اڑھا کر کہ گیا کوئی سری سہرات پر کہتے ہیں کیا کیا مجھ کو دمکا کر</p>	<p>شبِ تاریکِ غم کا ساتھ پر چوٹا نہ مر قد میں نظر آتا ہے ہر جانب مجھے ویرانہ مر قد میں چلی ہے لیکے مجھ کو ہمت مردانہ مر قد میں فرشتوں کے گہو مجھے کریں جہگڑانہ مر قد میں ملے راحت کیس کو ایک دم حاشائے مر قد میں فرشتے کر رہے ہیں نازِ معشوقانہ مر قد میں</p>
--	--

انٹرو حشت کا اکبر بعدِ مردن ہی رہا جاری
کہ کھلانے سے باز آیا مرا تلوانہ مر قد میں

<p>پوشیدہ ہیں دل میں کہ کلیجہ میں نہاں ہیں مٹی میں لٹائی کو سوئے قبرِ رواں ہیں غیروں پہ تلمطف ہے رحم ہے کرم ہے پہولی نہ پہلی شاخ اُمید اپنی کہی آہ حیران ہوں ہوش ہوں بخود ہوں سراپا کتنا ہے کوئی برق تجلی کو دکھا کر کچھ منہ سے جو پولیس تو کھلے رازِ حقیقت جلا گیرِ لمحہ موت نے بخشی ہے عدم میں افسروگی خاطرِ ناشادِ مدد کر</p>	<p>کیا جانے تیرنگہ بار کساں ہیں ہم دوش پہ احباب کے اک بار گراں ہیں سلوم ہوا آپ بڑے فیض رساں ہیں ہم گلشنِ آفاق میں پامال خزاں ہیں جلوسے کے انٹیروں مری صورت کے عیاں ہیں اسے طالبِ پدا رہتے ہوش کہاں ہیں کیوں ہر سرِ فعل و درِ گنج نہاں ہیں اب ہکویہ دعویٰ ہے کہ ہم اہلِ مکاں ہیں غم بابے غریبِ وطنی کا ہش جاں ہیں</p>
--	--

رہنما ہے اگر بزم سخن کی توہیں سے | ہم باعث دل بستگی طبع جہاں میں

مضمون نہیں ہے تو نہ ہوا اپنی غزل میں
اکبر ہی کیا کم ہے کہ ہم اہل زباں میں

میرے آنکے وصل کے اقرار کچھ یونہی سے ہیں
آنکوں کو مطلق دوست دشمن کی نہیں ہوتی تیز
وہ بہت کم سن ہیں ہوتے ہوتے ہو گئے جوان
میری وحشت کا زمانہ کی زباں پر ذکر ہے
دل میں ہے کوئی زبردستی پلا دے تو ہیں
رفتہ رفتہ کر دیا بدنام آخر آپ کو
درد کچھ یوں ہی ہے دل میں خلش یوں ہی ہے
آنکی غفلت میں ہے ہشیاری برابر کی شریک

کیا کسی کا خوش ہے تیار کچھ یونہی سے ہیں
واقعی تیرنگاہ یار کچھ یونہی سے ہیں
آنکے سینہ پر ابھی آثار کچھ یونہی سے ہیں
آپ کے چہرے سر بازار کچھ یونہی سے ہیں
دست زد سے خنجر جی بزار کچھ یونہی سے ہیں
ہم نہ کہتے تھے کہ یہ اعتبار کچھ یونہی سے ہیں
مضطرب حیراں کے غمخوار کچھ یونہی سے ہیں
خواب کچھ یونہی سا ہے بیدار کچھ یونہی سے ہیں

کل قسم کمالی نہی لیکن آج ہر پہنچے وہیں
حضرت اکبر ہی میرے یار کچھ یونہی سے ہیں

نظر حبیب وہ تجلی آئی پروانہ کی آنکھوں میں
کوئی اُس عالم نورانی کے اوصاف کیا جانے
جلا جاتا ہے لیکن خوف جاں مطلق نہیں کرتا

ہوا بخود یہ حیرت جہاں پروانہ کی آنکھوں میں
بہری ہے شمع کی دریاں پروانہ کی آنکھوں میں
قضا پہرتی ہے کیا انرا پروانہ کی آنکھوں میں

تو وہ ہے رشک شمع انجمن کے مجمع خوبی گر ابو شمع پر اس نے جلا کر خاک کر ڈالا لے بے پروہ اس نے شمع کے پوسر محفل لباس شمع سبز انجمن کا عکس پڑتا ہے پیسے جلورہ دلکش نے روشن کر دیا عالم	کھٹکتا ہے تراشیدائی پروانہ کی آنکھوں میں محببت کے چربی جہانی پروانہ کی آنکھوں میں حیا کے لگے شرمائی پروانہ کی آنکھوں میں تماشا ہے جمی ہے کافی پروانہ کی آنکھوں میں یہ کون آیا بصر عنائی پروانہ کی آنکھوں میں
--	--

حسد سے جل گیا اکبر کو اوسکو دیکر یک جا
الٹی کیسی غیرت آئی پروانہ کی آنکھوں میں

عیش میں ہیں چن چن میں چن لادن جنت میں ہیں واہ کیا کدام ہے کچھ فکر دنیا ہی نہیں میں یہاں ہوں در میرا اسکاں پردہ بیان ہے واور بخش کسی کا وہ بیان ہے اس دم مجھے حشر میں کیا ملے دو چار غم و ننگے وخت خواب میں ہی تو کبھی ہیر نہیں بیٹھا ہے اسے قضا تو ہی چلی آوہ نہیں آئے اگر میری جانب ہی نگاہ لطف ہو جائے کبھی	کو چہ دلدار میں ہوں تاکہ اک جنت میں ہوں چین سے لیٹا ہوا میں گوشہ تربت میں ہوں ظاہر بہستی میں ہوں لیکن بڑی نعت میں ہوں پوچھنا اُس وقت میرا حال جبے صحت میں ہوں شیخ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ میں جنت میں ہوں پھر سزاوار خطا ہو نہیں تو کس علت میں ہوں جان سے بزار میں اپنی شب فرقت میں ہوں میں ہی تو اک بندگان دامن دولت میں ہوں
--	--

کیا بناؤں حال دل باکبر کہ اس کو ہو رُک
خج میں ہوں غم میں ہوں صد غم میں ہوں

<p>فتنے تو جمع ہو گئے میدانِ حشر میں یہ طرفہ دل لگی ہے کہ کر کے مرا گلہ جوشِ جنوں وہاں بھی ماگر تو دیکھنا وہ بھی ہے ایک جلوہ گہ یارِ دستاں کس نے لحد کے عیشِ محل سے جگا دیا خلقت کا ایک بار ہی بس فیصلہ ہوا چلتے ہیں ساتھ اور یہ سہمائے جاتے ہیں سب ظلم بھول جاؤ گے خالق کے سامنے</p>	<p>چلے گی ہے آپ کی سامانِ حشر میں انصاف چاہتے ہیں وہ دیوانِ حشر میں باقی رہے گاتار نہ دامانِ حشر میں واعظ کچھ اور بات نہ کہ شانِ حشر میں یہ کون مجھ کو لایا ہے طوفانِ حشر میں وہ بن سور کے آئے جو میدانِ حشر میں کنامرے خلاف نہ دیوانِ حشر میں دیکھو سمجھ کے بات کو شانِ حشر میں</p>
--	---

اکبر یہ جوش گریہ وہاں بھی رہا تو تم
طوفانِ اک اٹھائے طوفانِ حشر میں

<p>گذری ہے خیالِ خم گیسوئے دو تائیں عشاق پہ کرتے ہیں وہ لطفِ ستم آمیز کتے ہیں وہ مصروف دعا پا کے یہ مجھ کو کیوں تشہ پہرا چشمہ جواں سے سکھ زادہ کو نہ جنت ہی ملے گی نہ جہنم قانع نہیں ہونے کے کہی تا بہ قیامت جو صاحبِ باطن ہیں مگر نہیں ہوتے</p>	<p>کالی ہے بلا سے شبِ غم یا و بلا میں شال ہے وہاں زہر ہی توڑ اساد میں تائیر نہیں لٹی ہے درگاہِ خدا میں بکھر زہر تو آمیز نہ تھا آبِ بقا میں یہ چوڑ دیا جاسے گا واں راہِ خلا میں دنیا ہی سما جائے جو کسکول گدا میں جستی ہی نہیں گردِ دل اہل صفای میں</p>
--	--

اب ظلم نہ گنوا اسے اسے داور محشر	وہ ڈوب رہا ہے عرق شرم دیا میں
اکبر کے جنازے کو جو دیکھا تو وہ بوسے	بے مثل تھا یہ شخص مگر اہل و قافلہ میں
غیر جس بزم میں مختار بنے بیٹھے ہیں دیکھئے کسکی خرابی ہو خدا خیر کرے شیخ جی جیسے ہوئے دختر قاضی کے مرید نشدہ سخن نے بیہوش کیا ہے اُن کو دیکھتے ہیں اُسے لالچ کی نظر سے کیا کیا دلیغ دل زخم جگر کھل کے دکھاتے ہیں ہمار نگہ مست پلاوے سے مئے وحدت ادن کو رحم سے اُنکو ہے نفرت تو کرم سے پرہیز	ہم وہاں نقش بہ دیوار بنے بیٹھے ہیں بیطرح آج تو سرکار بنے بیٹھے ہیں مالک خانہ تھار بنے بیٹھے ہیں اپنی دانست میں ہتھیار بنے بیٹھے ہیں وہ مے دل کے خریدار بنے بیٹھے ہیں آج ہم مالک گلزار بنے بیٹھے ہیں پارسا بزم میں دو چار بنے بیٹھے ہیں وہ خجاکیش و دل آزار بنے بیٹھے ہیں
نگہ مست کہیں دیکھ نہ لی ہو ادس کی	آج اکبر ہیں کہ سرشار بنے بیٹھے ہیں
مذہب سے ان تہوں کے کلمہ بردار نہیں ہیں یہی تہوں نگاہ واپروہ نماز واداسب ہیں سے دشمن خفا کارو نہیں ہیں ہی ہوں نماز واد نہیں تم ہی ہو خبر مجھ کو نہیں دونوں جہان کی بخود ہی یہ ہے	طلبگارو نہیں ہیں ہی ہوں خریدارو نہیں ہیں یہی سبکے شایان نہ اتنی تلوارو نہیں ہیں یہی طلبگارو نہیں دشمن اور عیارو نہیں ہیں یہی ہوں کہ چشم ساقی ہوش کے سرشارو نہیں ہیں یہی

<p>نہ ہے امید بانی آرزو ہے اور نہ حسرت ہے اتنی تیری رحمت سب بھی پھر نہ ہو جائے</p>	<p>دل بیمار کے بس ایک غمخوار نہیں میں ہی ہوں نکو کار و نہیں عالم ہے گنہگار و نہیں میں ہی ہوں</p>
	<p>نہیں ہے مجھ میں طاقت اُس کے اچھا نکل کر پڑا لاچار اس کو چہ کی دیوار و نہیں میں ہی ہوں</p>
<p>مادر سے بہت نہیں پسملنے ہاتھ پاؤں شرمندگی سے غرق غرق چاند ہو گیا انجان بن رہے ہیں مجھے قتل کر کے وہ اوسکی گلی میں پیر لے جاتا ہے مجھے لاغر وہ تھا کہ اوسکی سمجھ میں نہ آ سکا شرم و حجاب حسن کے سامان دیکھئے نا آشنائے عشق کا حافظ ہے اب خدا نوبعد قتل لاش پہ اب دور ہے میں وہ</p>	<p>کر ڈالا ذبح باندہ کے قاتل نے ہاتھ پاؤں حسدم دکھائے اس نہ کاتل نے ہاتھ پاؤں کیا پیٹے نکالے ہیں قاتل نے ہاتھ پاؤں قبضہ میں کر لئے ہیں مے دل نے ہاتھ پاؤں دیکھے بہت سول کے قاتل نے ہاتھ پاؤں بیلی کے کیا چپائے ہیں محل نے ہاتھ پاؤں توڑے ہیں بحر عشق کے محل نے ہاتھ پاؤں کیسے بچائے اس مبت قاتل نے ہاتھ پاؤں</p>
	<p>اکبر تو راہ شوق میں چلک رہی رہ گئے کیا توڑ ڈالے پہلی ہی منزل نے ہاتھ پاؤں</p>
	<p>روغن واو</p>
<p>اواس جنتیو گنبر خضر اویو</p>	<p>قبہ عرش ہے یہ قصر معلی دیکو</p>

<p>تو اے خضر مدینہ کا تماشا دیکھو سامنے روضہ انور کے میں م توڑتا ہوں دیکھو وہ سامنے محراب ہے گنبد سبز روضہ سے جالیوں تک آؤ ذرا شاہِ اُمم روشنی شمع سرطور کی دیکھی موسیٰ دیکھی کعبہ میں چراغِ انوار کی سیر صفتِ بصفتِ باادبِ استادہ ہیں سب ہر سلام</p>	<p>سبز پردوں کا مری آنکھوں سے جلوہ دیکھو حسرتوں کا مری خوش ہو کے نکلتا دیکھو اہل کعبہ ادھر آؤ سب اک کعبہ دیکھو میں تڑپتا ہوں ذرا میرا تڑپنا دیکھو شمعِ بالین پیر کا ہی جسلوا دیکھو آؤ تشریح کے روضہ کا ہی جلوہ دیکھو چشمِ رحمت کے انہیں یاشہ والا دیکھو</p>
---	---

آپ کے ہجرت میں باقی نہ رہی طاقت ضبط
 آؤ اب خاک پر اکبر کا تڑپنا دیکھو

<p>ہم ساتھ لے کے آئے ہیں تصویرِ یار کو یہشتِ خاک بعد فنا حد سے بڑھ گئی بیگانہ بن گئے آئے ہیں وہ فاتح کو بھی روتا ہے یہ تو ہنستی ہے کیا کیا زمین باغ اس رشکِ گل کا آئے تو جونِ شباب پر تلوؤں کو میرے چہیتے ہیں خار و شت میں گو نقشِ مدح کے ہیں نقاشِ ایک ہے پانی وہی زمین وہی ہے ہوا وہی</p>	<p>کیونکر نہ سمجھیں خلوتِ جاناں مزار کو کہتے ہیں لوگ ڈھیر مہار سے مزار کو واقف ہیں ادبِ پوجہ رہے ہیں مزار کو گر یہ خوشی کا آنا ہے ابر ہمار کو ہم ہی دکھائے گئے کوئی عالم ہمار کو کہتے ہیں سب عزیزِ عزیز الہی ہمار کو دعویِٰ برابری کا ہے پہلوؤں سے خار کو کتنا جدا کیا ہے مگر گل سے خار کو</p>
--	---

	<p>اکبر تمنا سے در پہ ہے بیٹھا ڈھٹی دسٹے مایوس کیجئے نہ اس افسردہ وار کو</p>	
<p>تمہارا ہی کسی کے جبر میں خون تمنا ہو کوئی سبیل تر تپا ہو کوئی لاشہ پٹرکتا ہو انہیں ہر دم ہی دہن ہے ستم ہو تو ڈر لا ہو تمہاری چال میں وہ آئے جو آنکھوں کا اندھا ہو جو صورت ہو تو ایسی ہو جو نقشہ ہو تو ایسا ہو مجھے ڈر ہے قیامت میں خدا سے کہ نہ جگر آ ہو وہ کافر وقت پر سنش دل میں کپتیا یہ نفستار ہو اسی صورت کے نہہ جائے تو ہر اجماعی اچھا ہو</p>	<p>خدا ایسا کرے تم ہی کسی معشوق کو چاہو کسی کو جان سے بلکہ کسی کو نیجاں چھوڑو مری تصویر کا سر کاٹنے بیٹھے میں خبر سے یہ دم اوروں کو جا کر دے تھے اسے حضرت غلط مصور نے کیا یہ کینچ تصویر اس بات کی تمہارے چاہنے والے اسی سے داد چاہیں کردوں میں ظلم کی فریاد پیش داد و محشر جفاؤں سے نہ تم چو کو دفا کویش چھڑوں گا</p>	
	<p>فصح الملک کو چاہا نظام الملک نے اکبر ترقی اس فرخ سے کی کہ تا اعزاز بالا ہو</p>	
<p>جو جمال خلق کو بین کا آئینہ ہو میرا سر ہو اور تہ سے در پر جہیں سائی ہو وہ مسلمان ہی نہیں جو غیر شہدائی ہو کہہ لیا نام محمد تاکہ رسوائی نہ ہو کچھ چھو حمت تھے دربار میں لائی ہو</p>	<p>اس بنی کے ندر میں کیوں شان کیانی ہو پائے قسمت یوں بہر زنجیں در بدر شوریدہ سر اسکا ایمان ہی نہیں مکیوں میں تیری تلاش پر وہ انسان یا کر جو دکھاتا تھا جمال حشر پر پاکیوں ہو ایسے گنہگار کو کیوں</p>	

اس دعا پر اکبر عاصی کی سب آئین کہیں
یا الہی عرصہ محشر میں رسوائی نہو

کیا برباد قسم دینے غریبوں کے مزادوں کو
نگارستان قدرت ہے ہرک صحرا ہر گلشن
یہ ہیں باغ رواں ہمراہ لیجاؤ جہاں جاہر
سکندر بدیمتا انبال گران کا تو مرجاتا
تمہاری کھنڈن زریں کسطرح ہتھ اپنے پائی
کسی کی آستان بوسی کا سودا ہے مگر اسکو
اتر کر بخت زریں پہر آکر خاک پر سوئے
سوار پشت رہ ہوا راجل میں جتنے انسل ہیں

گولاد ہونڈتا ہوتا ہے اب کسکے غباروں کو
ہوئے موسم گل نئے نکا ہے لالہ زاروں کو
جہن کیا پائینگے ان گلزاروں کی بہاروں کو
عجب دولت خدا نے دی تھی آئینہ داروں کو
فلک پرچن دیا ہے کس قرینہ بیکاروں کو
جہکایا ہے فلک کے کس قدر اپنے کناروں کو
شکست ہو بجا ناہی پڑا ان تاجداروں کو
کہاں نوبت اتر نیکی ملیگی ان سواروں کو

دعا ہے اکبر بے خانماں کی ابیسی تجھے
مے دلیں سب سے یا خدا ان چار یاروں کو

ہمارے واسطے ہے چرخ نو بجا کچھ سی ہو
سوالِ وصل ہر خاموش کہیں ہے اس قدر ظالم
اثر چو جہیں سکوشوق سے آغاز کر اول
دیکھاؤ بے نال آپ مشتاق شہادت پر
تمہارا چاہنے والا ہوں مر نام رکھ دو تم

جفا ہو یا وفا یا ظلم یا بیداد کچھ بھی ہو
نہیں ہو یا کہ ہاں ہو ہو مگر ارشاد کچھ بھی ہو
فغاں ہو آہ ہونا مال ہو یا فریاد کچھ بھی ہو
چہری ہو تیغ ہو یا خنجر فولاد کچھ بھی ہو
سٹری سو دانی رسوا قیس یا فریاد کچھ بھی ہو

مچھے بے ہوش وحشت ایسی جالیچل کہ دل پہلے کوں کیا داستان غم شب خلوت پہلا تجھے سنا سے وہ خبر سے قاصدِ جاناں کہ جی اٹھوں	چمن ہو دشت یادیرا نہ آباد کچھ بھی ہو ترے سر کی قسم اس دم جو جھکویا د کچھ بھی ہو نوید مرگم ہو وہ یا مبارک باد کچھ بھی ہو
--	---

دل اکبر بہت مدت سے مشتاق زیارت ہے
دکن کو ہم تو آتے ہیں اب بے اسناد کچھ بھی ہو

تم شیخ و شیر آدمی ہو کنا شب وصل ہائے اسکا اسے چرخ خدا کا قہر بچہر کیوں صدمہ یاس سے نہ مر جاؤں کتا ہوں وہی جو کہ رہا تھا بائیں تو کرو ملاؤ تو آنکھ واعظ کو شر کی اتنی تعریف گذری قلق و غم و الم میں	چچل ہو چلا وہ ہو ہری ہو بس دور سے آج دل لگی ہو میری تو نہ تری خوشی ہو جبٹانغ قتل ناز کی ہو کہاتا ہوں قسم جو بات کی ہو تم اور ہو کوئی یا وہی ہو ایسا تو نہ کچھ اس میں فی ہو ایسی ہی بری نہ دنگی ہو
---	--

اکبر نہیں شک کچھ اس میں تم ہی
اس عہد کے میسر و صحفی ہو

خوف کیا ہے دین لو ایمان لو جہہ تم مشق ستم کرتے تھے روز	صبر لو دل لو سکوں لو جان لو میں ہی ہوں جان لو پچان لو
---	--

<p>غیر کو مار لے کس نے کیا خبر آج تو افسر ار کر لو وصل کا آرزو میں چل بسیں حسرت مٹی آئینہ میں شکل اپنی دیکھ کر ہم شب وعدہ یہاں ہیں منتظر غطر ملتے ملتے خوشی سے بھگو جو</p>	<p>مجھ پر اُس نے رکھ دیا طوفان لو رحم ہے دل میں تو کتنا مان لو عشق دل میں ہو گیا ویران لو آپ ہی وہ ہو گئے حیران لو وہ وہاں ہیں غیبر کے مہمان لو یہ بھی وہ کہتے نہیں اب پان لو</p>
<p>اُس میں لکھا ہے سہارا بھی گلہ مول اکبر کا نہ تم دیوان لو</p>	
<p>اُس طواری کو دل دیکھے یہ بیتاب نہ کیوں ہو جب خنجر پر آب ہو قاتل کا بہت تیز اس کان لطافت کے ہے دانتوں کا تصور جب واسطے انسان کے ہے راحت و آرام لٹا نہیں ہر ایک سے وہ گل تو گلہ کیا جس جا پہ کم ہو دختر زدا بجنن آرا تاجار دل افکار وہ کہتے ہیں عدو سے اچھا کرا سکی جو نہیں ہے نہ یہی پرور رونے کا نتیجہ ہے یہی حضرت اکبر</p>	<p>وہ برق ہی جیسے تو یہ بیتاب نہ کیوں ہو دلیں افسوس زل بیتاب نہ کیوں ہو ہر شک سراگد ہر نایاب نہ کیوں ہو پھر عمر بھلا صرت خور و خواب نہ کیوں ہو جو چیز کہ نا در ہے وہ کیا بیتاب نہ کیوں ہو اُس بزم میں پھر جلوہ بیتاب نہ کیوں ہو جلتا ہوں کہیل ہی یہ القاب نہ کیوں ہو معدوم ہی جیسے کہ وہ نایاب نہ کیوں ہو اشکوں سے رواں خلق میں سیلاب نہ کیوں ہو</p>

روایۃ

جاتی ہی نہیں دل سے تنائے مدینہ قربان مزار شہ والا سنے مدینہ مقتصد ہے مایہی مگر فراطد کے دلین ہے کہ مرکب ہی نہ نکلیں گے وہاں سے سب دوریاں نزدیک ہیں دلین اگر عشق سودا ہو جو سر میں تو مدینہ کے سفر کا کعبے گئے تھے ڈھونڈ رہے ہم ہندو کو ہر مرتبہ بڑھتا ہی گیا ولولہ شوق	بہتر ہے مری آنکھوں میں صحرائے مدینہ دل خلد کا ہے گنبد خضرائے مدینہ لب پر نہیں آتا کہ ہوں شیدائے مدینہ اب کے ہیں نقد پر جو دکھلائے مدینہ ہم ہند میں ہیں آنکھوں میں صحرائے مدینہ ہو عشق تو عشق شہ والا سنے مدینہ تتا دلین وہی انجمن آرائے مدینہ کیا لطف دکھائی ہے تنائے مدینہ
---	--

کعبے سے سراخانہ دل کم نہیں اکبر
روشن ہے یہاں شمع تجلائے مدینہ

کروں کیا میں وصت بہار مدینہ ہو مدفن مدینہ کے جنگل میں میر جنوں میرا پیلائے گا پاؤں کیا کیا مرا نقد دل نذر سلطان طیبہ فلک پر ہے کوثر تو کتہ میں زمزم	ہیں خوش رنگ پولوں سے خار مدینہ مری خاک ہو اور جوار مدینہ ترقی کرے گی بہار مدینہ مسرادین وایماں شمار مدینہ مری آنکھوں میں آبشار مدینہ
---	--

سے قصہ ہجر فرقت زدوں کا	کہاں ہے سہرا تاجسدار مدینہ
ضرورت ہے سرمہ کی آنکھوں کو میری	صبا مجھ کو لادے غبار مدینہ

شرف کعبہ پر ہے مریدوں کو اکبر
یہ ہے مسکن شہسوار مدینہ

وقت زمینت دیکھئے توقیر پشت آئینہ انجمن کی انجمن حیران ہے اُس کو دیکھ کر صحبت اہل صفا ہے صافیت کی دین آئینہ اُسکو دکھایا اُسکے سونے صاف باندھے جاتے مرنے ہی ہیں جو کہ بندخت ازل آپ کے کیوں اس سے منہ پیر اسباب ہی کوئی ہے اس میں ہی لکھا ہوا ہے وصف حال و نالغ یار ہاتھ سے وہ چوئے پاسے نئے کہ خود بھی گئے سریہ شپکے اور پہلو میں سے زمینت ملے چھو لیا کس نے دم آرائش و تزیین سے پاس نہ کر رہی تو ہم دیدار سے محروم ہیں	زائوئے دلدار ہے جاگیر پشت آئینہ سب ہیں شمسد صورت تصویر پشت آئینہ آئینہ کیا اتہ ہے توقیر پشت آئینہ چپ ہنویوں بلبل تصویر پشت آئینہ عکس گیون گیا زنجیر پشت آئینہ آپ ثابت کیجئے تقصیر پشت آئینہ کہہ رہی ہے صاف یہ تحریر پشت آئینہ ہمنے دیکھی ہے عجب تاثیر پشت آئینہ و قریہ عاشق کا وہ توقیر پشت آئینہ آج ہے افلاک پر نقد یر پشت آئینہ کیا ہوئے ہم گر ہوئے تصویر پشت آئینہ
--	---

حضرت جوہر نے اکبر فرب لکھی ہے غزل
جس میں ہے اک قافیہ و گیر پشت آئینہ

ردیف کے

<p>ایک چرکا تو اسے او بے مروت اور بھی بڑھ گئی ناکامیوں سے اپنی ہمت اور بھی آگئی اُن گیسوؤں کو چہرے شامت اور بھی نانا ب کرنے لگی ہے قیامت اور بھی سرگیں ہو کر ہو میں اُن نکمیں وہ آفت اور بھی حشر بر پا کر رہی ہے یہ قیامت اور بھی اوفلک دیکھی ہے تو نے ایسی صورت اور بھی</p>	<p>زخم کما کر بڑھ گیا شوق شہادت اور بھی جب اُسے وعدہ پر وہ اور بڑھ کا اشتیاق تیرا سختی ایک تو پہلے ہی سے قسمت میں تھی جب سے وارفتہ تری رفتار کا بھی ہے وہ ایک تو پہلے ہی سے تھا این جا دو کا اثر قہر تھا جا نہ ہی تیرا اور پھر منہ بہیر کر روز و شب ہاتھوں میں ہے تیرے چراغ ہر گاہ</p>
--	--

اے خدا پہلے سے اب بڑھ کر مدنیہ کا شوق
 ایک بار اکبر کو ہو جائے زیارت اور بھی

<p>درد دل کیا کبوں کی تو نے جو خدمت میری آئینہ آپ کو دکھلائے گی سیرت میری کبھی اوپچی نہ زمین سے ہی تربت میری کوئی سنا نہیں اسے شور قیامت میری کچھ نہ بن آئیگی بگڑیگی جو نیت میری ضعف بڑھتا ہے کٹی جاتی ہے طاقت میری</p>	<p>تادم مرگش کی ترک رفاقت میری نظیر بد کا ہے دُرساٹے مشاطہ نائے خاکساری کا اثر بعد فنا بھی نہ گیا ایک ساعت کو ہے چپ تو میں یاد کر لیں میکشود خضر زرد کو مرے آگے سے ہٹاؤ موت کو مژدہ ہے ہاں فوس ہے ازل میں پر</p>
--	---

میں تو کہتا ہوں کہ وہ آئیں نہ آئیں کیونکر کئی بات اس سے بڑی نکلی تری اخذ و راز عقل کہتی ہے کہ رہ سو کہ عشق سے دور	ناصحا ہو ہی تو قابو میں طبیعت میری میں تو سمجھتا ہست کچ گئی ہست میری دل یہ کہتا ہے ہٹگی نہیں ہست میری
---	---

ناز کی کس کی پسند آئے مجھے اسے اکبر
نازک اب حد سے زیادہ ہے طبیعت میری

میری جمعیت دل کا نہیں ساماں کوئی اس قدر تیز روی باگ ذرا نرم کرو دل تو ہے میرا اگر تیر ہوتا ہے موں تو ہوں لوگ پہنچانے کو تا منزل اوتار آئے مرحبا صل علی حسن کے یہ معنی ہیں فصل گل آئی ہے اب عام ہوئی وحشت دل قیس نے نجد سے باہر کسی کہتے نہ قدم یاد ہے ہم کو کسی گل کا کتابی چہرہ تو وہ افعی ہے کہ منتہی نہیں ہے جبکا	اپنی زلفوں کی طرح خود ہے پریشاں کوئی ہچے ہچے ہے ترے عمر گر بزاں کوئی کہنچنے دو نگاہیں سے میں پیکاں کوئی اوریاں ناد سفیر کا نہیں ساماں کوئی دیکر آئینہ خود ہو گیا حیراں کوئی چاکہ ہونے سے بچ گیا نگہ بیاں کوئی بہنے چوڑا نہیں وحشت میں بیاباں کوئی میں پڑھاؤں جو پڑ ہے مجھے گستاں کوئی تیرا کاٹنا نہ جیسا ہے شب ہجر اں کوئی
--	--

میں جو کہ لیتا ہوں کچھ ہے مجھے حیرت اکبر
میری جمعیت دل کا نہیں ساماں کوئی

جنت میں مکاں پانا بتاتے ہیں نمازی	مسجد میں ٹرے شوق سے جاتے ہیں نمازی
-----------------------------------	------------------------------------

<p>سجدہ کیلئے سر جو جکارتے ہیں نمازی ہٹوئے نہیں جاسے ہیں سہماستے ہیں نمازی ہٹ جاؤ کہ فردوس میں جاتے ہیں نمازی پہل اپنی نمازوں کا یہ پاتے ہیں نمازی اللہ کے دربار میں جاتے ہیں نمازی حال اپنی نمازوں میں لگاتے ہیں نمازی حوران بہشتی کو لہہاتے ہیں نمازی</p>	<p>سجود ہی خوش ہوتا ہے محبوب ہی ارضی خدمت کیلئے حوریں سکونت کیلئے خلد کتنا ہے یہ دروازہ پہ دار و غم محنت حوریں ہیں لئے ہاتھ میں ہر رنگ کے میوے ظہر و سحر و عصر کو مغرب کو عشا کو ڈرتے ہیں قضا ہونے سے ٹٹتے ہیں اپنا پر سجدہ کا نشان چاند ساروشن ہے ہمیں ہر</p>
---	--

حوران جہاں کہتی ہیں اکبر سے کہ سرکار
 لو تم بھی چلو خلد میں جاتے ہیں نمازی

<p>یہی اک عرض ہے سن لو سر در بار تہوڑیسی کہ باقی ہے حیات عاشق بیمار تہوڑیسی تمہیں آسان بہت سی ہیں میں شوار تہوڑیسی کہ کشتی ہوتے ہوتے رہ گئی ہے پار تہوڑیسی سرے مولا دار اسی شعیار برار تہوڑیسی دکھاتے تم تجلی گر سر بازار تہوڑیسی</p>	<p>زمیں ملجائے طیبہ میں مجھے سرکار تہوڑیسی ہے وقت جانکنی اس وقت تو صورت دکھا دیجے سر میں شکل کشائی کیجئے یہ مشکلیں مولا ہوا جانا ہوں غرق بحر عصیاں المدد مولا جہلک اس حسن دلکش کی دکھا دو چشم موسیٰ کو زلیخا کی طرح آتے خریداری کو خود یوسف</p>
--	--

بس اسے اکبر سے چکر دینے میں سر کیجئے
 بہت سی ہو چکی اب زندگی ہے پار تہوڑیسی

<p>اپنی محفل میں تو خوش ہو کے ہوائے ساقی نام جم جم ترا میخانہ ہستی میں ہے کیونچ لایا مجھے کوثر پہ ترا شوقِ قبال کس قدر نشہ غفلت سے پڑا ہوں بیوش سے رخ کستی میں جبک جبک گھٹائیں گالی حامد و احمد و محمود محمد قاسم</p>	<p>تیرے قربان میں اے گدائیوں واسے ساقی دیدے رک جام بیا سو نکلی واسے ساقی کرتا پھرتا ہمارے حشر میں واسے ساقی اب گرا میں یہ چلا ہر خدا سے ساقی لوں بلا میں تری سے گیسوؤں واسے ساقی پیائے پیائے ہیں تھے نام نئے ساقی</p>
	<p>اپنے اکبر کو بھی اک جام محبت دینا اسے نئے ساغروں کے بانٹے واسے ساقی</p>
<p>روضہ سید مظلوم کے جانے واسے اسپہ مرتے ہیں کہ ہو خاک شفا جائے فرار تشنگی میں یہی رہے فیض کے دیا جاری ہائے پانی نہ ملا ان کو لب نہ فرات</p>	<p>ہیں مکاں گلشن فردوس میں پائے واسے بے شکا نے نہیں مغد کے شکا یوں واسے تھے نہ حیدر کے پس آنگہ چراہ یوں واسے خجکے ماں باپ تھے کوثر کے لٹا یوں واسے</p>
	<p>روضہ شاہ پر رہ جائیگے جا کر اکبر نہیں نادر کی طرح لوٹ کے آ یوں واسے</p>
<p>میں صدقے ترے نور کے تاج واسے مری جان و دل تیرے اوپر تصدق ترتبا ہے دل و رستی میں آنکھیں</p>	<p>مجھے بھی تو نہ تو والا اپنا بنا سے مے دین و ایماں ہیں تھے ہوائے کہاں ہے تو اسے دلف لگا یوں واسے</p>

<p>کما میرے پیارے جہاں سے نرالے بس ان دونوں سے ایک کو بخشو اسے کہ اسے عزت و عظمت و شان والے وے نارسے میری اُمت بچا لے کہ پیارے تو چاہے جسے بخشو لے</p>	<p>بوقت شفاعت محمدؐ سے حق نے تو مانگ اپنے ماں باپ یا اپنی اُمت کما جسے مولا نے رو کر خدا سے ترے رزم پر اپنے ماں باپ جوڑے کما بوش میں گئے بھر کر م نے</p>
--	--

خدا کہد یا محمدؐ سے اکبر
 کہ گلزارِ جنت ہے تیرے والے

<p>آپ چن لیں جسے ایجان جہاں دل چاہی رونق افروز جہاں آپ ہوں منزلِ عہدی میں ہی شخص ہوں ایجان مراد دل چاہی وہی لیلیٰ ہے وہی قیس کے محل ہے وہی بختِ آس ہے جو شخص ہے غافل ہے وہی مبتلا ہو جو تری لطف کا مال ہے وہی پاؤں پہلا کے جہاں سو گئے منزلِ عہدی</p>	<p>سنگ کو آپ چو میں جو ہر قابل ہے وہی آپ جس گھر میں قدم رجبہ کریں دل چاہی تم وہی ہو مگر افسوس وہ باتیں نہیں اُٹھ گیا دیدہ عاشق سے دولی کا پردہ جسے کی اپنی حقیقت پہ نظر بگاڑا جسکا میلان نہ دنیا کی طرہ ہو وہ مرد ہمو ہر وادی تحریر میں کھسکا کیا ہے</p>
---	--

ہے کوئی ایسی مسافر کے لئے جا اکبر
 نام ہے قبرِ مگر عیش کی منزل ہے وہی

<p>خدا جانتا ہے حقیقت علیؑ کی ہے ایمان مومن محبت علیؑ کی دکھادی سرعش صورت علیؑ کی ملک پر کئے اگر حقیقت علیؑ کی کہ دیکھوں نجف جاکے تربت علیؑ کی ہے غنچہ میں بو گل میں نکت علیؑ کی کہیں اس سے پہلے ہے خلقت علیؑ کی ہے زور ید اللہ طاقت علیؑ کی</p>	<p>بشرے بنا کیا ہو حضرت علیؑ کی شریعت میں ہے فرض الفت علیؑ کی بلا کر شب وصل حضرت کو حق سے ابھی سے اوڑیں سب زمین نجف کو الہی وہ دن مجھ کو آنکھوں سے دکھلا جس قابل سیر مثل علیؑ سے زمین آسماں سب یہ ہیں چاروں کے علی بازو سے قوت مصطفیٰ ہے</p>
---	---

نکالے زلیخا بھی یوسف کو اپنے
 دکھاتا ہے اکبر بھی صورت علیؑ کی

<p>جو آرزو ہے تو بس تیری آرزو باقی قیام تنہا ہے ہے تیری جستجو باقی نہیں فنا سے رہ جائے آبرو باقی جو چاہتا ہے کہ رہ جائے آبرو باقی یہ مٹ گئے نہ رہا ایک تار مو باقی رہے گا جسم میں جب تک مرا گلو باقی کسی کی دید کی اتک ہے آرزو باقی</p>	<p>جو جستجو ہے تو ہے تیری جستجو باقی نہ میں رہوں نہ ہے تیری آرزو باقی اسے بقا نہیں ہرگز وہ تجھ سے خالی ہے مگر گریح سے ہو جائے گوشت گیر بشر بنایا کرتے تھے جو رات رات ہرزلفیں نہ جانیگی کہی لاگ لگے تیغ ابرو کی ہوئی نہ بند ہیں مرگ چشم عاشق زار</p>
---	---

گل چلی ہیں کسے دل کی سب تمنا میں	اب ایک جان ہے مایتری جستجو باقی
انکلا یہ آمد و رفت نفس سے اسے اکبر	ابھی تو ہم کو سے لہنی ہی جستجو باقی
نہیں ہو خوف عذاب کے کہ تو مایہ نیک کا کفیل ہے کوئی تجھ سا اے شہد و سرانہ حسین کا نہ ٹیکل ہے شجر و حجر لکے بشر ہیں نالِ حال سے نغمہ گر تو خدا کا سچا حبیب ہے تجھے حق و صل نصیب ہے در ساقی تسنیم پر یہی موم ہوگی بہشت میں تیرے حکم کا جو مطیع ہے وہ مکیں غلامِ نفع ہے	تیرا نام رحمتِ عالمین تو حبیبِ جلیل ہے تیرا نور نورِ جلیل ہے ترا حسن حسنِ جلیل ہے کہ دروڈ پہننا آپ پر رہ مغفرت کی دلیل ہے ترا پامحمد مصطفیٰ کوئی مثل ہے نہ عدیل ہے جلو پیئے والو سیل ہے جلو پیئے والو سیل ہے تری راہ سے جو ہر اثنارہ خراب ہے وہ ذلیل ہے
دم واپس مے کبریا ہے کلر تھے حبیب کا	بزدبان اکبر ہے لوا کہ یہ زاد راہِ قلیل ہے
یا نبی دہلائیے کھڑ خدا کے واسطے میں ونگا نذر خالقِ رزق محشر میں غریب ایسی آلودہ نگاہوں کو دلاں کب بار ہے صورتِ کعبہ یہاں سے بھی نکلیا میں یہ بت کعبہ دل پاک کر رکھا ہے میں نے یا نبی خاکِ نعلین شہد وین ہاتھ آجائے اگر	ایک جلوہ اپنے حسنِ دلربا کے واسطے آپ کی تصویر لجاؤں خدا کے واسطے اور آنکھیں ہیں جمالِ مصطفیٰ کے واسطے سبے مکانِ دلِ شہد و سر کے واسطے یہاں ہو آپ ہی سا اس سرا کے واسطے ہو وہ سرمہ دیدہ دل کی ضیا کے واسطے

سب اسی کو واسطے ہیں مجتہد ہیں فقیہین	آدمی پیدا ہوا سچ و بھلا کے واسطے
خال رخ دیکھا جو تیار ہو گیا میں تندرست	سچ ہی حسب الشفا دل کی دوا کو واسطے

آدمی ہوں میری اصلیت ہے اکبر ہوں جو ک
 ہے خطا میرے لئے میں ہوں خطا کو واسطے

یہی آئے تھے ابھی چل بسے مر نواے	یوں سفر کرتے ہیں دنیا سے گزر نواے
آفتیں ڈالتے ہیں دنیا میں سور نواے	لوٹے لیتے ہیں زمانے کو نگر نواے
صفت بجے گل ایں باغ جہاں گزرے	کیا بسکد ویش گئے آپ پہ مر نواے
آپ متجائیں مگر دھنوسائل کا سوال	ہم تو ہیں قبر کا منہ خاک سے بہر نواے
نام سے راہ عدم کے مجھے کیوں حشر ہے	سیاہی راہ سے اکدن ہیں گزر نواے
کھل گیا ہیز میں بار ترے گو نگٹ کا	منہ دکھاتے نہیں ل لیکے مگر نواے
وہ رہی گھر میں گھر آنگن میں ہر زادونکے	آنکھوں میں بہرتے ہیں دلیر اتر نواے
محض عمر کنارے کے قریب آ پہنچی	بحر ہستی سے ہیں ہم پار اتر نواے

خوب دیکھی ہے اندھیری شب فلم کی اکبر
 ہم نہیں تیرگی قبر سے ڈرنے والے

سبہ کاریاں بخشوا کلی واسے	محبت حبیب خدا کلی واسے
مجھے اپنا جلوہ دکھا کلی واسے	کہ ہوں میں ترا مبتلا کلی واسے
بنے تاکہ سایہ ترا چتر رحمت	یہاں سے وہاں آگیا کلی واسے

پسند آئی خالق کو معراج کی شب تو کر سایہ زلفوں کا جبک آئی سر پہ گر جتے ہیں بادل چمکتی ہے بجلی کھلی رنگ مزل سے محبت عبادت میں ہر شام کو صبح کرنا نہ اتنی عبادت کو ہم نے کہا تھا عبادت کو کر کم ہیں دوست فرشتے	ترسے کاکلوں کی ادا کھلی واسے سیہ کاریوں کی گھٹا کھلی واسے تو کھلی میں اپنی چہا کھلی واسے کہ کہتا تھا خود یہ خدا کھلی واسے ہمارے لئے مر جا کھلی واسے درم پاؤں پر آگیا کھلی واسے سحر کا آجالا ہوا کھلی واسے
---	---

پسند آئی خالق کو اللہ اکبر
عبادت تری مر جا کھلی واسے

کہتے ہیں خالق یہاں محبوب جانی چاہیے دیکھ کر معراج میں اُن کو فرشتوں کے کہا ہجرشہ میں بسترِ نعم پر گرا یا ہے مجھے داستانِ غم کہانی درد کی جزا ہے کے شائع محشر نہیں میرے گناہوں کا شمار	خلد میں سبامت محبوب جانی چاہیے ایسا مہمان چاہیے یوں مہمانی چاہیے اور کیا طاقت تجھ سے ناتوانی چاہیے کس سے کہنی چاہیے کسکو ستانی چاہیے ایسے عاصی پر تمہاری مہمانی چاہیے
---	---

جہاں بحق تسلیم ہے عشق رسول اللہ میں
تربت اکبر دینہ میں بنانی چاہیے

ہیں زمانہ ہوا اُن سے دل لگائے ہوئے	عدم سے آئے ہیں سر پر یہ بوجہ کھلم کھلا
------------------------------------	--

<p>بھی سے چلتے ہیں چالیں کے سکھائے ہوئے خرام ناز ذرا دیکھ بہاں کر سیکھتے یہ کیا ہوا کہ بٹرک اٹھی آتش اُلفت اشارہ کیجئے تیغ نگہ کو دیر سے کیا دل و جگر ہیں انہیں کے کینگے اونکی سی وہ رشک طمع ہے فاختہ جو آیا ہے بچے نظر میں بہلا اپنی کیا حسین کوئی</p>	<p>بنانے آئے ہیں مجھ کو مکے بنائے ہوئے ہم اپنی آنکھیں ہیں زیر قدم بچائے گئے یہ آگ سینہ میں تھمتے کہ ہم دبائے ہوئے یہ کشتے ہیں کٹرے سب گردین کا ہوئے جب اختیار سے اپنے گئے پر لسم ہوئے چراغ ہیں مکے مرقد کے جہلم لائے ہوئے نگاہ میں تو مری آپ ہیں سہارے ہوئے</p>
---	---

جہاں میں عید تھی گل جنگی دید کی اکبر
 پڑے ہیں آج لحد میں نہ منہ چہائے ہوئے

<p>آج بیتابہ رشک گل ترکنا ہے تم جو فرما تے ہو دل کو سرے چوٹا سا کھان ہمسری کا قد و لدا رکی ہے سر و کوشوق باتہ آئی ہے تری حلقہ بگوشی جو آسے ایں حسین سے یہی کتا ہے مرادیدہ تر روز کراتا ہے دو چار کو جا کرتہ خاک</p>	<p>بیرمی آنکھوں میں حذا جانے اثر کتنا ہے آؤ خود دیکھو تو وسعت میں یہ گھر کتنا ہے لے صبا دیکھو تیر زوں یہ شجر کتنا ہے غور دریا میں ہے اعزاز گھر کتنا ہے دیکھو باریک ترا سونے گھر کتنا ہے باوجود اسکے ہی غافل یہ بشر کتنا ہے</p>
--	---

دسے بھی ڈالو کہیں دل یار کو تم اسے اکبر
 خیر گرا سیں ضرر ہے تو ضرر کتنا ہے

<p>مہرِ درہ ہے شہِ ارض و سما کے آگے بندۂ بیدرم صاحبِ لولاک ہیں ہم آپ کی ذاتِ مبارک کا وسیلہ ہے ہمیں ہو گیا رنگِ نابوشِ خجالت سے سیاہ صبح کو چلتی ہے جہدم یہ مدینہ کی طرف یوں ہے حضرت کو سولہ کی جماعت میں فرخ جیسے قطرہ کی حقیقت ہو سمندر کے حضور غارۂ عارضِ مصیباں ہے شفاعت لاریب</p>	<p>شمع پروانہ ہے محبوبِ خدا کے آگے آدمی کیا ہے کہیں ہم تو خدا کے آگے کیوں اجابتِ نر ہے اپنی دعا کے آگے نہ جہانِ فتنہ ہی خونِ شہدائے آگے ہم ہی اُڑتے ہوئے ہوئے ہیں صبا کے آگے ماہِ حطرح چکنا ہے سما کے آگے یوں خطا ہے مری حضرت کی عطا کے آگے سرخرو ہوں گے گنگارِ خدا کے آگے</p>
---	---

سرخرو معرکہ عشق میں اکبسم ہی رہا
 نہ بڑا کوئی شہیدانِ وفا کے آگے

<p>زلفِ شگول سے بودہ عارضِ ریبا نکلتے کیئے دلِ نذر کو نکلتے کہ کلبجائے نکلتے دے اگر اذنِ دیارِ تیغِ موزوں تیرا کیا بتائیں ہے کہاں خانہ بدوشوں کا مقام دمی اجازت نہ ترپنے کی دمِ فتنہ بھی حیف بزمِ ہستی کی ہے انسان کے دمِ دولہا چمنے پہلائی تو ہے جنسِ محبت کی دوکان</p>	<p>ارنی کتنے ہوئے قبر سے سوئی نکلتے کون دونوں میں پسند آپ کو ہے کیا نکلتے سرو گلزار سے خوں سے طوبی نکلتے ابھی گلشن میں ہیں صحرا میں ابھی جائے نکلتے وہ نہیں چاہتے اتنی ہی تنہا نکلتے خوب دیکھا تو ہمیں انجمن آ رہے نکلتے یا خدا کوئی عزیز ارادہ ہر آنے نکلتے</p>
--	--

الفبت اہل عیادت سے رہے محمودیہ دل	حشر میں کوئی تو بخشش کا وسیلہ نکلے
	آج ہیں گرم فغاں ہم بھی ہمیں میں اکبر آشیانے میں ہے کیوں بلبل خیدا نکلے
مدینہ کی محب روشنی نہیں ہے رسول اللہ کی صورت کے قرباں لکھا ہے ہمنے حضرت کو عریضہ مدینہ کیوں خدا کو ہو نہ محبوب پڑ باہم نے خط لفظ پر اپنا کمر خسم ہو گئی بارگاہ سے وہاں کیا بار یا بی ہو کسی کی چہپا کر اُس کو کہ چوڑا ہے میں نے	رسول اللہ کا جیلوہ ہیں ہے یہی نقشہ تو نقشیں ادلیں ہے ہمارا نامہ برد روح الایں ہے کہ یہ محبوب کی پیاری نہیں ہے ورجاناں ہے اور اپنی نہیں ہے یہ پشتادہ تو اب اہستہ نہیں ہے غور حسن اُس کا ہنشیں ہے خدا نگ تاز قاتل دل نشیں ہے
	توکل ہے ہمیں اپنے خد ابر ہمارے پاس اکبر کیا نہیں ہے
مراد دل وہی دلیر باہمی وہی ہے جو درد جگر ہے شفا بھی وہی ہے نقیق سے باہر ہوئے جب تو سبکے وہی رنگ گل ہے وہی آہ بلبل	جو ہے مدلی مدعا بھی وہی ہے سرخ بھی وہی ہے دوا بھی وہی ہے جو ہے ابتدا انتہا بھی وہی ہے چمن بھی وہی ہے صبا بھی وہی ہے

<p>جناہی وہی ہے وقاہی وہی ہے صفاہی وہی ہے ضیاہی وہی ہے جو نگہ ہے زلف رساہی وہی ہے شب وعدہ پہراہی وہی ہے</p>	<p>محبت کی آنکھیں غضب کی نگاہیں وہی آئینہ ہے وہی عکس عارض چمن میں صبا نے کہا گوش گل میں وہی بھر میں اُمیدی کی حالت</p>
<p>وہی زندگی ہے وہی مرگ اکبر بقاہی وہی ہے فناہی وہی ہے</p>	
<p>سومن دہندو میں اب تکرار رہنے دیجئے ہاتھ پائی ہو چکی سرکار رہنے دیجئے حضرت عیسیٰ مجھے بیمار رہنے دیجئے صبح تک قسمت مری بیدار رہنے دیجئے غیر کے گھر کی طرف دیوار رہنے دیجئے اب نہ مانا جائیگا اصرار رہنے دیجئے جاں نثار سی کیلئے دو چار رہنے دیجئے ٹوکروں ہی میں برا بنیاد رہنے دیجئے لپٹے مسکن میں شراب دار رہنے دیجئے</p>	<p>زلف مہرلو سر رسار رہنے دیجئے رات اب توڑی سی ہے الکار رہنے دیجئے مرہی جاؤ لگا اگر اتر محبت کا بخار رات بھی باقی ہے رخصت آپتے ہیں حضور توڑیے میری طرف کمر کی نظارہ کیلئے پہر وہی تکرار ہے معنی وعدہ ہے سبب آئے دن کا سرکہ اور روز قتل عام ہے قابل فراق ہم جا نیا زونکے سہی صند ابینہ سے نکلنے کا ہوا کبر کو حکم</p>
<p>فخر محبوب کا پر وہ تو اٹھا آتی ہے آج بل کرتی ہوئی باد صبا آتی ہے</p>	<p>اب تو کچھ کام ہمارے ہی صبا آتی ہے کو چہ گیسوئے جاناں سے یہ کیا آتی ہے</p>

نصر فردوس ہے اسے جو تقائیرا گھر آج تو پائون میں پر نہیں جنتے اس کے ایسے سوئے ہیں عدم واسے نہ کی کچھ بھی اسکی آنکھوں نے مگر قافلہ دل بونا حسن گزرا تو شباب آیا لڑکھن نہ یا ساقی مشیش کی لگاڑے مے آگے تو نظار	کھڑکیوں سے تری حنت کی ہوا آتی ہے کوچہ یار سے کیا باد صبا آتی ہے نیز کیسی تہ دامان قضا آتی ہے شور اٹھتا ہے نہ آواز ذرا آتی ہے تن کے چلتے ہیں تو اب انکو حیا آتی ہے دیکھ اتر سے وہ گنگور گھا آتی ہے
--	--

رکھا اکبر نہ گناہوں نے کسی قابل جیف
کس نہ پاں سے کہوں بندہ ہوں حیا آتی ہے

رقیب جوڑ چلا تم ملاں کر بیٹھے بچاؤں کیونکر اسے سطح نہیں ملاؤں فلک کی چال ہے بہ آدمی کی چال نہیں خبر نہیں کہ ہے کاجل نی کوٹھری دنیا ٹوٹتے ہیں جگر کو کہ دل کو دھونڈتے ہیں جہاں کنفتش برآب اس میں دم ہے قیام کیا خیال ذرا ہی نہ خون عاشق کا ہجوم چاک گریبانوں کا ہے کوچہ میں یہ کیا کیا کہ نہیں دید با دل اسے اکبر	کہ ہر خیال گیا کیا خیال کر بیٹھے غضب ہوا کہ وہ دل کا سوال کر بیٹھے چلے تو لا کہوں ہی کو پا نکال کر بیٹھے یہاں جو بیٹھے وہ دامن سہناں کر بیٹھے وزیر میرے سینہ میں کیوں ہاتھ ڈال کر بیٹھے کوئی کسی سے یہاں کیا ملاں کر بیٹھے حنا سے خم کف گلز ہلاں کر بیٹھے حنود پردے سے کیوں منہ نکال کر بیٹھے تہیں خبر نہیں وہ خم سے چاک کر بیٹھے
--	---

داہ کیا خوب اسیری مری تقدیر میں ہے	پانوں زنجیر میں ل ذلعت گمرہ گیر میں ہے
ہو گئی بہشت بہ دیوار اُسے دیکھ کے خلق	اسے پر فراز وہ حیرت ستری تصویر میں ہے
کوششیں سینکڑوں کیں پہنچا کر کچھ ہوا	شدنی نام اُس کا ہے جو تقدیر میں ہے
مجھے گھر آپ قدم رنجہ کریں یا شدہ دیں	آہکی خاک قدم کا اثر اکسیر میں ہے
ہے یہ بچپن کہ دم بہر نہیں لیلیٰ کو قرار	کیسی ہنکار یہ مجھوں تری زنجیر میں ہے
او کما نذر نہیں جان ہی ہیں تجھے عزیز	ہے تعجب کہ تجھے کشمکش اکسیر میں ہے
میں ہی ہوں فکر میں تری کہ برابر کی پہوٹ	تو ہوا ہے چرخ شکر مری تدبیر میں ہے
ہے خدا سے مجھے مزدورس کا ملنے کی اُمید	باپ آدم سے مے یہ مری جاگیر میں ہے

کیوں نہ بہا گئے لی بلائے شب چہرے اکبر

اگر آہ سحر نالہ شبگیر میں ہے

کلی اور ہے جو ٹٹے ناز کے پائے آجا	اپنے قدموں سے مری آنکھیں لگائے آجا
اے مے عالم رو پاس کے او جائے آجا	خواب میں لعل کو کھڑے ہٹائے آجا

بے نقاب آج تو اسے گیسوؤں لٹائے آجا

خاک سے اپنے مسافر کو ہٹائے آجا	اپنے قدموں سے مری آنکھیں لگائے آجا
بے بسی پر مری سب کرتے ہیں نالے آجا	بکیسی پر مری خون لٹاتے ہیں ہٹائے آجا

راہ میں چوڑ گئے قافلے والے آجا

انبیاء میں سے کسی نے نہ یہ رتبہ پایا	تجربہ اللہ سے پوسٹ پہ زلیخا شیدا
--------------------------------------	----------------------------------

کون ہے عرش مکان کن ہے شاہ دہرا	کون ہے ماہ عرب کون ہے محبوب خدا
اسے دو عالم کے سینوں سے نزلے آجا	
اسے میحامرے کیا رنگ کمار کہا ہے	مری بالیں پہ طبیوں کو ہمار کہا ہے
ملک الموت نے گوشہ ہمار کہا ہے	دم تری دید کو آنکھوں میں لگا رہا ہے
لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا	
مے مولامے مصیباں مجھے شرماتے ہیں	سجے تن سے ہیں سوا گنتے کی باتے ہیں
بال بیکانہو اعمال کو تلواتے ہیں	ہوں یہ کارمے عیب کیلے باتے ہیں
کلی واسے مجھے کلی میں چپالے آجا	
ہم سے عاصی ہیں گنگار سبک و محتاط	نیکیوں کی ہے کمی بارگنہ کی انراط
تکے ماند و نہیں کہاں پارا تر نیکی بساط	دیکھتے ہیں تجھے ہر ہر کے ضعیفان ہراط
و گنگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا	
شریب سراج میں کیا لطف تھا اللہ غنی	خود کہا خالق اکبر نے کہ اسے میرے بنی
سمنے عرفاں کے خزانوں کی تجھے کنجی دی	وقفے تیرے لئے دولت کنٹر مخفی
گہل گئے ہفت سماوات کے تارے آجا	
متصل عرش کے جیے ہ شب بطنما گزرا	بوسے قدسی کہ وہ اللہ کا پایا آیا
دہوم تھی ہار و نظن صل علی صلی علی	پہنچا محبوب تو مشاطہ رحمت نے کہا
خلوت راز میں سے تاز کے پائے آجا	

خلوت راز میں ہر عرش سے آواز آئی	میرے محبوب خوش اسلوب بے بولی
اسے میرے لہاؤں کے اے ہاشمی اکملی	ہمنے خوش ہو کے تجھے ساری خدائی بخشی
اپنے بندوں کو کیا تیرے واسے آجا	
گل خوبی سے تو اور گلشنِ وحدت یہاں	جہاں صورتِ تو اور جن کی سیرت یہاں
مایہ ناز ہے تو آیہ کفایت یہاں	رنگِ وحدت یہاں غنچہ وحدت یہاں
اسے گل گلشنِ لولہ لہا لے آجا	
ہمنے دیکھا تجھے تو دیکھ ہمارا جلوہ	بے تکلف یہاں ہمنے ہوئے نعلین کو آ
اب بھلا طالب و مطلوب ہیں پروا کیا	لامکاں اپنا مکاں عرشِ سمجہ فرش بنا
تو ہمارا ترسے ہم چاہئے واسے آجا	
ہائے دل یک جوانِ بولی کے جہینا	آ رہا ہے کہ مدنیہ میں ہو مرنا جہینا
اکبر آتا نہیں خوش نہدیں کھانا پینا	صورتِ لالہ ہے پردانِ بیاں کاسینا
ہر دہن ہیں ترسے بیمار کے لائے آجا	
کیا کر سکے گی موت و دشتی کر کے	اک دم اُسے مار لینے کشتی کر کے
ہم قوتِ بازوئے علی رکھتے ہیں	جنتِ سلی سے دہنیگا مشتی کر کے
ایضاً	
سے الفتِ اہلبیت فرضِ انسان پر	عشقِ ابنِ سے نہ تو آئے حریٹا یمان پر
فاتِ انکی محیطِ جزو کل سے اکبر	حکمِ انکس ہے جملہ عالم اسکان پر

قطع

<p>اُس بُکے وصف کے موصوفے شیطان ہیں لاکھ کوشش کریں سر مار بیق ممکن ہی نہیں غم ہجر آدمی کے مٹانے سے ملتا ہے کہیں ہم کو لازم نہیں ہم جوڑ دیں صبر و تسکین کیا بدل لیلیٰ یہ رفتار سپہر برکیں ہر تو ہم ہونیں سکے نگہی اس شے کے قرب عرش سے کیجھ کے آئیگی اسکو یہ میں</p>	<p>اتفاق ہیں ہیں ہی ہے کہ عجاظے خراب کہہ ہی ہو سکتا ہے یہ کل کا دن آجائے آج وصل قسمت میں ہے جس میں ناسیدن ہوگا آبنوالی ہے پوٹے آپ ہی آجائے گی ہے طبیعت میں جو سیما کی خاصیت ہو اور اگر ہم سے اُسے دور ہی نہا کھڑو ہے جو قسمت میں کسی چیز کا شامل ہونا</p>
--	---

کام فرمائے تانی کو ہر انسان آکبر
 اثانی من الشر ہے قول شہ ہیں

رباعی

<p>کعبہ میں ہی جا کے دیکھ آیا تجھ کو اکسیر کے نسخوں کی طرح سے دل میں</p>	<p>بجائے میں ہی کہیں پایا تجھ کو جس نے پایا تجھے چہا یا تجھ کو</p>
---	---

تمام شد